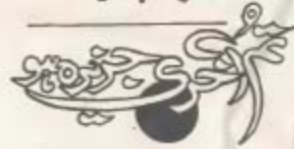


وَلَحَبَّ جِئِي



”ویسے ایک بات ہے نمروہاں پورے مدت ہے، نمروہاں بھرا درو کے گھوٹوں میں جھانگتے اور لان میں کھیلنے بچوں کو منہ چرانے کے بعد تھک کر ریہہ باہر سامنے انداز میں سر ہلاتی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ غزل حسب معمول آگنا مٹس میں سر دیئے بیٹھی تھی۔ فریج کرسی پر نیم دراز ناخستوں سے میز تک بھائی کچھ نہ کچھ گنگنائے میں مصروف تھی۔ نمروہاں نے تیرس

میکل ناول



پر گرل کے ساتھ ساتھ رکے گھوٹوں میں کھلے رنگ برنگے پھول چھتے ہوئے اسے گھورا، جب کہ گرل خود بصورت سفید پھولوں والی سر سبز تیل سے ڈھکی تھی۔

”صرف اس لیے مائی ڈر کرنا کہ ہم لوگ یہاں آگیا مڑی تیار ہی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، اس لیے نہ تو کوئی سووی برسی جاسکتی ہے اور نہ ہی ہمیں کوئی جاسکتے ہیں۔“ نمروہاں نے سارے پھول سفید تیل پر ڈھک کر کے گلہستان بنانا شروع کیا۔

”تو یہ پر بھائی ہی تو ہو رہی ہے کھتے بھر سے۔ غزل نے کتاب سے نظریں ہٹا کر انہیں گھورا تو ریہہ ڈھٹائی سے ہنسنے لگی۔

”اب سارا دن پڑھ پڑھ کر تو دلغ ویسے ہی خفا ہو جاتا ہے۔ تمہارے اندر تو جیسے کچھ ٹوٹ ہے۔ تمہارے کیسے پڑھ لیتی ہو ایک ہی نشست میں آدھا سارا۔“

فریج نے گانا روک کر غزل کی طرف دیکھا وہ دھار سے کتاب میں کھو گئی تھی۔ وہ بائیں سے سر ہلاتی کر کے بنائے گلہستان کو دیکھنے لگی۔ ریہہ دھار سے آواز بھاگی میں مصروف ہوئی۔

”ختم نہ! یہ شریفوں کا محلہ ہے۔“ نمروہاں نے طنز کیا۔

”جھا؟۔“ ریہہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلانے لگی۔

”اگر مجھے پتا ہو تاکہ یہ گر کچھویشن کرنا اتنا مشکل ہو جائے گا تو کبھی آصف کو اجازت نہ دیتی باہر جاتا کی۔“ فریج نے کتاب اٹھائی اور پھر پڑھنے لگی۔

”اس وقت تو اس کی ہزار مشنوں کے جواب میں کہ



تھا کہ تم جب تک ڈگری لاؤ۔ میں مگر بکیشن کر لیں گی۔  
 "میں تو مصیبت ہے انکو بکیشن کے درمیان مچھنی کی۔ بندہ اچھا بھلا ڈسٹرب ہو کر رہ جاتا ہے۔" رزیہ نے مڑ کر کہا۔  
 "لگتا ہے فریڈی لی کو آصف بھائی کچھ زیادہ سیاد آ رہے ہیں۔" نمونے گلدستے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔  
 "ظاہر ہے کہ صرف اس کا مچھتری تو نہیں کزن بھی ہے اور بچپن کا ساما بھی۔"  
 غزل نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی وہ کافی دیر سے اور خاصی تنہائی سے اسٹڈی میں مصروف تھی۔  
 "فریڈی! اگر آصف وہاں کسی اور میں مشغول ہو گئے تو؟" نمونے گری مندی سے کہا۔  
 "اللہ نہ کرے۔" کسی باتیں کر رہی ہو۔ "اس نے وال کر کہا۔  
 "اب دیکھو اس کی حالت۔" غزل نے شرارت سے کہا تو وہ خفا ہو کر بیٹھ چلی گئی۔  
 اصول نے بھی نمونے روکا۔ بس رہتی رہیں۔  
 رزیہ کو ذرا ناہولان میں چلیے بچوں سے اشاروں کی زبان میں باتیں کر دیاں گی۔  
 "میرا خیال ہے اب بس کریں باقی رات کو پڑھ لیں گے۔" نمونے نے کہا تو غزل نے ہنسی۔  
 "ہی جیسے پچھلے کئی ٹھٹھوں سے ہی کام تو کر رہی تھیں آپ اور رات کو بھی سب سے پہلے تم ہی بیڑے جاتی ہو بچپن بھی خینہ ہے تمہاری مجال خینہ تھی وہیں لڑھک لگیں۔"  
 "اے اے اور کو۔" حمیس ایک چیز دکھاؤں۔ "رزیہ نے خوش سے پکارا۔  
 "کیا ہے؟"  
 "یہ تمہارے ساتھ والے گھر میں نئے لوگ آئے ہیں۔"  
 اس نے کہا تو دونوں بھی اس کی طرف لگیں۔ سارا لان مختلف قسم کے فریچر اور ساڈو سالن سے بھر تھا

اور ایک ساری سی لڑکی مختلف ڈیوں کو الٹ لیٹ دیکھ رہی تھی جب ہی اس کی نظر ٹیس پر پڑی تو لگیں پر پڑی۔ رزیہ نے پیلو کے ساتھ زور زور سے ہاتھ ملا کر جھپٹا۔ اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔  
 "سے پہلے کہ رزیہ حسب عادت وہیں چلی گئی اس دوستی کا خاتمہ لکھی کر کے سے کل کر اوٹھا گیا اور جو لڑکی کے پاس آکر آہوا تو نمونے کے محبت لے گئی رات کو کھانا بناتے ہوئے بھی وہ اسے ہی موضوع مٹھکن بناتے ہوئے تھیں۔  
 "دیسے لڑکی تمہی باری۔" رزیہ نے کوٹھی پر دھنیا چھڑکتے ہوئے کہا۔  
 "شکر ہے کہ یہ لڑکی اچھی جسم سے تم لوگوں پر آنے سے پہلے اتنی پوریت ہوئی تھی عام بھائی تو بے چارے اور میں مارا دان لکھی۔" اس پر دوس میں کہ ہم غزل کی ہی نہ گھٹ۔  
 "پیلو! اب اچھی مچھنی ہے گی۔ وہ لڑکی خوبصورت ی نہیں خوش اخلاق بھی لگتی ہے البتہ اس کے بھرا کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی۔" رزیہ نے خوشی۔  
 کہا۔  
 "حمیس کیا معلوم کہ وہ اس کا بھائی ہے؟"  
 "ان کی تحقیق بہت لمبی تھی۔" رزیہ نے کہا۔  
 "وہ تحقیق تو فریڈی اور آصف بھائی کی بھی ملتی کہ دیکھنے والے انہیں۔" نمونہ کو اپنا جملہ اور حیران چھوڑنا کہ فریڈی کی دھپ بڑی زور سے گلدستے پر کی۔  
 "اسلام علیکم اور یہ تم سب کی سب یہاں کر رہی ہو۔" سلام کے ساتھ ساتھ بڑی حیرت۔  
 پوچھا گیا۔  
 "سب سے پہلے علیکم السلام اور دوسرے سے کہ کھانا تیار کر رہے ہیں۔" رزیہ نے بیچ بھرا کر کہا۔  
 "تھیک تو پھر جلدی سے لگاؤ تم نوروں کی بھوکا لگی ہے۔" عاشق بھائی کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔  
 "یارا آج تو میرا جیورٹ ڈراما تھا ہے۔" ایسا کہ ہیں دسترخوان بیوی لڑکیوں میں چھائیے ہیں۔" نمونہ کہا تو سب نے لہجہ میں سر ہلا دیا کھانے کے دوران

ڈرامہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ نمونے حسب عادت آج کے دن کی ساری دوشن آج کرتا پڑھا کیا کیا ہوا اور ساتھ ساتھ نمونے پڑوسیوں کی آمد بھی بتا دی۔  
 "تو تم نے کھانا اور بھی بھجوا دیا ہو۔" آج ان کا پلان تھا۔ ابھی تو گھر میں بیٹ نہیں ہوا ہو گا۔ "عاشق بھائی نے کہا تو نمونے زبان داغوں سے دہلی۔  
 "پیلو خیر۔" عاشق بھائی ہنس دیے "اب تو وہ لوگ انتظام کر رہے ہوں گے۔"  
 "نمونہ تمہارے ان نئے پڑوسیوں سے مل کر آئیں۔" رزیہ نے کتاب بند کر کے کہا۔  
 حسب معمول وہ ٹیس پر براہین تھیں اور صبح سے غزل کی ڈانٹ کی بنا پر ابھی خاصی اسٹڈی میں دوسری کی۔  
 "موتی ضرورت نہیں۔" غزل نے فوراً کہا۔  
 "کیوں؟" غزل صبح سے بڑھ چڑھ کر تھک گئے ہیں۔  
 آخر کیا سوچیں گے وہ لوگ کہ ہم لوگ اتنے بد اخلاق ہیں۔" فریڈی نے بھی ہانپ کر۔  
 "بس ابھی واپس آجائیں گے۔ اور میرا خیال ہے گھر میں اس وقت وہ لڑکی کا بھائی بھی نہیں کیونکہ گیارہ بج چکی پڑا ہے۔" رزیہ نے دوسری طرف بھانک کر کہا۔  
 "پیلو تھیک ہے۔" چلے ہیں۔" نمونے بھی فٹ سے کہا۔  
 "بھیا مطلب ان حلیوں میں جاتیں گے۔" فریڈی نے انہیں گھورا۔  
 "اور بابا! فرسٹ ایمپریشن از دی لاسٹ ایمپریشن۔ پہلے اپنے حلیے درست کرو۔ تم بھی اپنے جاؤ۔" نمونہ نے غزل کو کہا بڑے ستور کتاب سے چلی گئی۔  
 "میں نہیں جا رہی۔" اس نے بے زاری سے کہا۔  
 "کو نہیں فوراً! اٹھو۔" رزیہ نے اس کے ہاتھ سے کتاب چھینی۔  
 "مجھے نہیں جانا ہے۔ تم لوگ جاؤ۔" اس نے قہقہے میں کہا تو نمونے نے پیچ آگئیں۔  
 ادرا دی رہیں فریڈی کی ہانٹ کے ساتھ تیار تھیں کہ لڑکے خیال میں خالی ہاتھ جانا چھائیں لگتا۔ نمونہ

گھنٹی پر ہاتھ رکھ کر کھول گئی۔  
 "کیا بد فحاشی ہے؟" فریڈی نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔  
 "ہمیں کیا پتا کہ کھل دست قسم کے لوگ ہوں اور دیسے بھی کسی کو فوراً! کیٹ تک دوڑانے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔" نمونے آرام سے ہانٹ ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔  
 "لیکن ان لوگوں کے کانوں پر تو جوں تک نہیں دھنکی۔" رزیہ نے ایک کرکٹ کے پار دیکھنے کی کام کو خوش کیا۔  
 "ہو سکتا ہے ان کے سر میں جو نہیں ہی نہ ہوں۔" فریڈی نے پیر سوچا انداز میں کہا۔  
 "میرا خیال ہے ابھی ان کے پاس کوئی ملازم وغیرہ بھی نہیں ہے۔" رزیہ نے کہا۔  
 "میرا خیال ہے ابھی ایک بار پھر زانی کرتی ہوں۔" نمونے کا اور پھر گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا تب ہی ایک دم سے گٹ کھلا اور وہ فریڈی کی ہانٹ تھا سے سب سے آگے کھڑی تھی ہانٹ چھوڑ کر سب سے پیچھے جا چھیں۔ وہ دوشوں میں کھانچا کھڑی تھیں۔  
 "کی۔" آئے والے نے خاصی حیرت سے انہیں دیکھا۔  
 "ہم لوگ اور سے آئے ہیں۔" فریڈی نے فوراً خود کو خیال کر کر کے طرف اشارہ کیا۔  
 "کل آپ لوگوں کو آتے دیکھا تھا۔"  
 "اور اندر آجائیں۔" اس نے ایک طرف ہو کر جگہ دی۔  
 "ہاں۔" ہم آپ لوگوں کے لئے لائے تھے۔" نمونہ نے اندر آئے ہوئے شرمندہ شرمندہ لہجے میں کہا اس نے ایک حیرت بھری نظر سے نمونہ اور پھر سڑک پر لڑکتے لڑکوں اور بیویوں پر ڈالی اور مسکرا دیا۔  
 "آپ اندر چلیں۔ یہ بھی آجائیں گے۔" زیادہ تر سالن میں کیا جا چکا تھا۔  
 "آپ واپس کب آئے؟" نمونے بڑی حیرت سے پوچھا وہ بھی تک کی سوچ رہی تھی۔  
 "گھنٹا سے؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔ رزیہ نے اسے بڑے زور سے فو کو دیا۔

"اور دو تہا۔" نمرو نے فور سے کہا۔  
والوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھری تھی ایک تو  
مسکراہٹ اور دوسرے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی  
تھیں نمرو کو ڈر سا لگنے لگا۔

"وہ آپ کی گاڑی نہیں چلی ہاں تو ہم کبھی کہ  
آپ گھر نہیں ہیں۔" فریڈ نے آہستہ سے کہا۔  
"جی ہاں۔" تو فریڈ نے — باقاعدہ یہی غیر  
موجودگی کی تصدیق کرتے آئے ہیں تب ہی مجھے دیکھ کر  
گھبرا گئی تھیں۔"

"وہ گاڑی تو مہار اور موٹر کو اپرٹ چھوڑنے گئی  
ہے۔" اس نے بڑی سادگی سے بتایا۔

"جی۔" وہ ایک ساتھ کھڑی ہو گئیں۔ "آپ کی مای  
گھر پہنچیں ہیں۔"

"کس وقت تو صرف میں ہی ہوں۔" اس نے  
آنکھوں سے ہاتھ پٹکتے ہوئے ساتھ موٹر میں  
بواب دیا کہ تیلی کی آواز پر غیبت سے جاگ تھا۔

"جی۔" اب کے توازیں پہلے سے بھی بلند  
تھیں۔

"جی۔" اس نے ان ہی کے انداز میں کہا۔  
"تو مسٹر! آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" ریبہ  
ایک منگے سے کھڑی ہو کر تختی سے بولی۔

"یہ تو آپ کو خود پر چھٹا چاہیے تھا۔" اس نے  
لاہور والی سے گتہ سے اچٹکائے

"میں اگر بتا دیتا تو آپ باہر ہی سے چلی  
جاتیں۔" اس کی آنکھوں میں ابھری چمک ان  
معدوموں کا دل دلائی۔

"ہائے اللہ اس کے ہاتھ میں پستول تو  
نہیں؟" نمرو نے جھٹ اس کے دونوں ہاتھ دیکھے  
ٹپکے سے شلوار سوٹ، کچھ بے بال اور سرخ آنکھیں  
اور اس پر اس کی ہر اسرار مسکراہٹ دونوں ہاتھ سینے  
پر باندھے ہوئے اسٹائل سے ان کی طرف دیکھ رہا  
تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم چلتے ہیں۔" ریبہ نے نمرو کا ہاتھ  
چکڑا کر کھینچا۔ "اس کی آواز میں پھر آگے۔"

"اب جائیں گی تو پھر آگے میں کی۔" کان میں انگلی

چلاتے ہوئے اس نے ایک نظر ان چاروں پر ڈالی۔  
"یہی مطلب ہے آپ کا؟" ریبہ نے تیسری  
چڑھائی جب کہ نمرو کا دل اس کے عجیب سے انداز پر  
ڈوب سا گیا۔

"میرا مطلب ہے آپ پہلی بار میرے گھر آئی ہیں  
چاہے بغیر تو میں جانے دوں گا۔" وہ چند قدم چل  
کر زمین دروازے کے درمیان کھڑا ہو گیا۔  
(اور اگر یہ چاہئے میں پوچھ لوں گا) نمرو کے ذہن  
میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"یوکیس۔" ہمیں۔ کہ کوئی چاہئے وائے نہیں  
پتی۔" نمرو نے کمال امت سے جواب دیا۔ دانش نے  
بڑے زور سے قہقہہ لگایا قہقہہ کہ ریبہ اور فریڈ کا  
دل چاہ رہا تھا اس کے کپکپاتے لمبے پر اپنا سرایت  
لے۔

"آپ گھر کیوں رہتی ہیں؟" اس نے محظوظ سی  
مسکراہٹ کے ساتھ نمرو کو دیکھا۔  
"آپ لوگ اٹھنا نہیں چاہتے میں ابھی چاہتے  
ہیں کہ لاٹا ہوں۔" جانے کا گستاخ۔

بڑے دستاورد انداز میں کہ کر وہ باہر نکل گیا۔ ان  
تینوں نے کوڑ کھانہ آؤ۔ باہر کی طرف دوڑا لگا دی۔ وہ  
پچھے سے پکارا رہ گیا۔ لی لی نمرو ب سے آگے  
تھیں۔ گیت سے نکلتے ہی نمرو کے پاس تھے آگے۔  
مانے کا جو کچھ تو نکلا ہی اس سے پہلے کہ وہ لڑائی ہوئی  
زمین بوس ہوئی پچھے سے آئی فریڈ اور ریبہ نے  
اسے سارا دیا۔ اور گھسیٹتی ہوئی گھر میں داخل  
ہو گئیں۔

"پانی پانی پلاؤ ہمیں۔" نمرو کو صوفے پر فو کہہ  
خود بھی دو میرو کھینچ۔  
"کیا ہوا؟" تم لوگ تو ساتھ والوں کے گھر گئی  
تھیں۔" فریڈ نے چرت سے پہلے ان دونوں کو دیکھا جو  
دل پر ہاتھ رکھتے سانس درست کر رہی تھیں اور پھر  
نمرو کو لپٹا پکڑے ہوئے ہائے گری ہوئی۔

"ہم بڑی مشکل سے بچ کر آ رہی ہیں۔ خدا کا شکر  
کہ تم ہمارے ساتھ نہیں تھیں۔" پہلے پانی پلاؤ  
میرے ہاتھ میں ہوں سے جان نکل رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ کسی لارڈ کی بھڑی ہوئی اولاد  
"فریڈ نے کہا۔

"اسے سطر بھی تو ہو سکتا ہے۔" نمرو نے چٹکی بجاتے  
اور بے کہا۔

"بالکل جی بات ہے آج کل اسی قسم کے اسطر  
آ رہے ہیں شائد آپ نے سنیٹی والے ان کو دیکھا ہے میں

زیں نے کہا تو غریب بھائی ہوئی پانی لے آئی بلکہ اس  
میں کھوکھڑا بھی ملا لائی۔ ریبہ نے پانی چڑھا کر ساری  
بات اسے بتائی۔

"حق تو ہم لوگ خود بخود ہی گھبرا جاتی ہو اگر وہ  
تذکرہ معاشی غائب تھا تو یہ پانی کیل انڈر گراس کی کپٹی  
پر بھاری تھی۔" فریڈ نے کہا۔

"پہلے تو سب سے پہلے یہاں تو تم جی کیوں تھیں  
"ریبہ نے ہائے سے کہنی کھینچ کر نمرو کو گھورا۔

"تم نے اس کی آنکھیں دیکھی تھیں۔" کس قدر  
سرخ ہو رہی تھیں۔" اس نے گھر بھر لی۔  
"میں بھی نمرو کا قصور نہیں ہے۔ کہاں تو ہم  
سوچ رہے تھے کہ وہ باہر ہی سی لڑی اگر استقبال کرے  
گی۔ اور کہاں کہاں سوچیں والاس قسم کا بھلہ نکل  
آئے تو پہل ہو گا تو کتنی تھا۔" فریڈ نے نمرو کی حمایت  
کی۔

\*-\*-\*



مال اور اصرار کر کے آجاتا ہوگا۔" فریڈ نے سوچے ہوئے کہا۔

"کیسی عجیب بات ہے ہاں اب شریفوں کے محلے میں ایسے ایسے لوگ آتے ہیں۔" نمونے کاسف سے سر ہلایا۔

"یار نمونہ! چاہے تو پلوٹاؤ۔" فرزل نے دایمیں ہاتھ کی انگلیوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ہی جان سے پڑھائی کرتی تھی۔

"لکھا ہے اس بار سارے نمبر تم نے ہی لے جانے ہیں۔" فریڈ نے آٹا کرکٹ بٹھی۔

"اور دیکھو، میرا اس بار بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا ہے تو کتاب اٹھائی ہوں تو نیند آنے لگی ہے۔" فریڈ نے بے بسی سے کندھے پر پکارتے ہوئے کہا۔

"آج کل تو تمہیں بس ایک ہی بات سوچ رہی ہے۔" فرزل نے آگے سے دایمیں سمت اشارہ کر کے "مٹی خیر ہے جسے کما تو وہ کھلکھلا اٹھی۔"

"مجھی دیکھی ہے۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"تمو چاہے" فرزل نے یاد دلائی کروائی۔

"اتنی گرمی میں چائے، میرا خیال ہے کولڈڈرکس ٹھیک ہیں۔" فریڈ نے راستہ دی۔

"ٹھیک ہے، موسم بدل رہا ہے مگر کچھ اتنی زیادہ گرمی بھی نہیں ہوتی۔" فرزل کا مودہس چائے پینے کا ہورہا تھا۔

"تمیں یار کولڈڈرکس اور پڑا۔" فریڈ نے فٹ سے کہنا۔

"خدا کا خوف کرو، میرے بھائی کی حلال کی کمانی ہے۔" نمونے کہا۔

"تو اگر کچھ کھانا نہیں تھا تو پلوٹا لیا کس لیے تھا۔" وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

"کھا کھا کر مٹی ہوتی جا رہی ہو، آصف پوچھنے جا بھی نہیں۔" فرزل نے کہا۔

"وہ پوچھنے یا نہ پوچھنے مگر تم لوگ ضرور مجھے بھوکا ماری۔" ہر دم میرے کھانے کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔" فریڈ نے کما تو نمونہ کو ترس گیا۔

"جیسا بھی ہو، شروع کرو۔"

"کولڈڈرکس تو ہیں نا۔" فریڈ نے پوچھا تو نمونے انہت میں سر ہلایا۔

"پلوٹو پڑا، گھر میں رہتا ہے۔" فریڈ نے کما تو وہ چاروں کمانیوں میں پھوڑ کر چیخ اٹھیں۔ نمونہ اور فریڈ بیچن میں آ گئے۔

"سنو اپنی ہی لپ اسٹک تو دکھانا۔" فریڈ نے فرزل سے کما تو اس نے لپ اسٹک نکال کر اسے تھمائی۔

"اٹ، مٹی بار کما ہے کہ براؤن شیڈ کی لپ اسٹک مت لیا کرو، تمہیں بالکل سوٹ نہیں کرنا۔" فریڈ نے منہ بنا کر کہا۔

"ممو تو۔" فرزل نے اس کے ہاتھ سے لپ اسٹک چینی اور پڑا، پتہ نہ ہو تو پھر ہرے سے لگی۔

"اسے براؤن ظہر بہت پسند تھا۔" خلودہ لائٹ شیڈ میں ہو یا ڈارک میں اور آکٹاس کے پاس ایسی شیڈ کے لباس ہوتے۔ وہ سب جان رہا تھا کہ اسے چرائی رہیں اور وہ بھی پانڈ آئی۔

چاروں میں ہلا کی دوستی تھی۔ اگرچہ مزاج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ فریڈ اور ریڈہ بیٹیں تھیں۔ شمع ہی نت بننے لگی تھیں۔ فریڈ کی مٹی آصف سے ہو چکی تھی۔ دونوں بچپن کے ساتھی تھے۔ فریڈ کیریجریشن کے ساتھ ساتھ آصف کی دایمیں کا انتظار بھی کر رہی تھی۔ اس کا واحد شوق بننے ڈیزائن کے لمبرسات کے علاوہ چٹ مٹی جیسے کھانا تھا اور ایسی شوق کے وجہ سے اس نے کئی کئی چرس بنائے تھے۔ سیکھ لیں جسے خود بھی کھائی اور وہ رسول کو کھلا کر بھی خوش ہوتی۔

ریڈہ بہت وقت کسی نہ کسی ایڈوٹنی کی تلاش میں رہتی۔ جن کے ساتھ دوستی اور ان کے ساتھ مل کر بنگلے سے بنگلے اس کا شوق تھا کمانی نہ کوئی بنگلہ کھڑا کر کے رسول کو سامنے کر کے خود مزے سے پیچھے کھڑی ہاتھ جھانٹنے لگتی۔ فرزل مزاجاً کچھ شیعہ تھی مگر آدم ہزار ہرگز نہیں۔ مگر اسے اپنا کیریئر بہت عزیز تھا۔ پھر وہ شب اس کا شوق تھا اس لیے پڑھائی کو پوری توجہ دیتی۔ اس کا دوسرا شوق کھانا تھا جو کہ اس کا کھانے کے

لکھنا میں پورا کیا کرتی تھی۔

نمونہ صرف مزاجاً کچھ شیعہ تھی۔ کچھ سخی سخی اور گھبرائی گھبرائی تھی۔ اور شاید وہ بولناک حادثہ تھا جس میں اس کے اماں یا چچو بھائی عامر ایک ساتھ ہلاک ہوئے تھے۔ نمونہ اس وقت میٹرک کی سٹوڈنٹ تھی تب سے ایک خوف ایک ڈر سراسر کے پورے وجود کو گھیرے رکھا۔ پھر بھی ان چاروں کا روپ کاغذ میں بیکار سما جائے رکھتا۔

"تمہیں بتا ہے۔" فریڈ نے کہا۔

"تمیں؟" نمونہ نے نہیں پتا۔ "ان تینوں نے اسی کے اسٹائل میں کما توں کھوڑ کر رکھ دی۔"

"پڑھو! حاشا بھائی کی برتھ ڈے تھی۔"

"جیسا۔" نمونے حیرت سے کہا "دراصل ہم لوگوں نے بھی برتھ ڈے سے لیسو بیٹھی نہیں کی اس لیے۔"

"تمیں کی تاریخ کیسے لیتے ہیں۔" فریڈ نے کہا۔

"مگر ڈیٹ تو گزر گئی۔" نمونے معصومیت سے کہا۔

"تو کیا ہوا؟" نمونہ نے توہی ہے۔ اس دو چار چیزیں اور نا کر کچھ دس بول لیں گے۔" فریڈ نے کہا۔

"جب کہ میرا خیال ہے تم لوگ سارا دن بننے بولے اور کھانے بننے کے علاوہ اور کئی کیا ہو۔ میں جب بھی آتا ہوں تم لوگ میس کھڑی ہو کر کچھ کر رہی ہوتی ہو۔" حاشا بھائی نے اندر آکر اچانک کہا۔

الف حاشا بھائی آپ کچھ لیٹ نہیں آسکتے تھے۔ لڑتے ہوئے مگر رامین رہا تھا۔" فریڈ نے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ایسے فضول پروگرام بنانے کی۔ میں کوئی بچہ ہوں جو میری سالگرہ مناؤ گے۔" اس نے انہت کرنا۔

"آپنا ٹھیک ہے، بھائی ہم پر بالے کر لائن میں پارے ہیں۔" تب کپڑے تبدیل کر کے وہیں آ گیا۔

"نمونے کما تو وہ اس کا سر تپتا ہے باہر نکل گئے۔" نمونہ خوشگوار تھا کیا یوں میں رنگ برنگے پھول



عاشق کف کے بدن بند کرتے باہر نکلے تو حیرت سے وہیں کھڑے ہو گئے۔ غزل کی آواز اپنا جادو بگاری تھی اور وہ سب مہسوت سی اسے سن رہی تھیں۔

چہرے پر لالی پھیلی  
آنکھوں میں جیڑی  
کھجورے بھرے بال ہیں تھرے  
گھمیری گھمیری پیدائشی  
آؤ لکھ دوں اپنا نام

رہنمائی کی پگھلیں اٹھیں اور پھر محک گئیں۔ روشن پیدائشی پر پھرے بال آنکھوں میں جیڑی جیڑی چہرے پر کھینچی ہوئی کسی کو کیا بتائی کہ وہ تو اسی کے در کھولے بیٹھی تھی۔ انھیں کھینچنے کے دیئے ایک ایک کر کے اس کے چہرے پر چلتے گئے تھے۔

اس نے سہ پہلے خاموشی سے اپنا ہاتھ غزل کے سینے پر رکھا۔ غزل نے گیت اور حور اچھوڑ کر اسے اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں پلٹ کر دیکھا پھر منہ ہاتھ رکھ کر کھسکی سی ہو گئی۔  
"ابھی جاؤ عاشر بھائی؟" زہمی نے بے تابی سے پکارا۔

"جلدی کریں عاشر بھائی ورنہ بے فریہ ابھی فوت ہو جائے گی۔" نمونے جس کر کہا تو وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ان کیس آگئے۔

"اسلام علیکم اچھا!" فریہ نے اگر سلام کیا۔  
"اے فریہ تم آگے آؤ۔" اور تم کو کہ تو وہ دن کا گئی تھیں۔ یہ پورا ہفتہ کہاں تعاقب نہیں کیا ہے ناں کہ ہمارے ایک روز مزید کیا ہیں۔" نمونے اسے لٹاڑا۔

"اے بانی! اسٹاپ تو لے لو! آپ میں کیا کرتی نہ اہل بستر سے اٹھنے نہ میں کیاؤں بھل اہل بستر سے اٹھتی کراہ میں آگئی۔" فریہ نے اپنے پراندے سے کھینچے ہوئے کہا۔

"چھاس کو تو پیچھے کر دو دیکھ لیا ہے کہ نیا پراندہ پس کر آئی ہو۔" فریہ نے منہ بھر کر کہا۔

"اے بانی! بانی میں کوئی نہ دکھا رہی تھی۔" اُس نے پراندہ پیچھے کرتے ہوئے دانت نکالے۔

"سب تمہاری اہل کا کیا حال ہے؟" عاشر نے پوچھا۔

"جس جی اس کا کوئی پتا نہیں ابھی بیمار ہوئی ہے تو ابھی بھلی چلی۔" اس نے منہ بھر کر کہا۔

"تجرا کر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھگ کر دے۔" عاشر بھائی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔  
"آپ ہی سے کہنا ہے جی اور کون ہے ہمارا اس جہان میں۔" اس نے افسوس سے کہا۔

"جی ہمارا تو چائے کا ہے۔" عاشر بھائی نے کولڈ ڈرنکس دیکھ کر کہا۔

"میرا ابھی۔" غزل نے فوراً "تائیدی۔"  
"پلو فریہ! جلدی سے دو کپ چائے بنا لاؤ۔" نمونے نے کہا۔

"دو کپ کی تین۔" آخر میں نے بھی تو جینی ہے۔"  
فریہ نے کہا اور پھر راندہ جھکا جی پکن کی طرف چلی گئی۔  
"جس سب سوچ گیا۔" غزل نے رید کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لڑایا۔  
"ہاں۔" وہ چونک گئی۔ (کس خواب سے جاگیا۔)

"اے کھو۔" غزل نے اس کے سامنے پلٹ کر۔  
"عاشر بھائی! کیا بنا ہے؟" فریہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

"کچھ زیادہ۔" انہوں نے منہ بتایا۔  
"جی۔" نمونہ اور فریہ ایک ساتھ جینی تھیں۔  
"میرا مطلب ہے کچھ زیادہ سی مزے کا ہے۔"  
انہوں نے گھبرا کر کہا تو دونوں نے ایک ساتھ ہرے کا نعرہ لگایا۔

"ساتھ دالوں کے ہل بھی کچھ بھجوانا تھا۔" انہوں نے کہا تو رید اور غزل بے اختیار اپنی اپنی پلٹ پر جھک گئیں۔  
"نمو خواہو فریہ کو توواز دینے کی۔" کیسے لوگ ہیں انکے سے تم لوگ! دھر۔"

"جی نہیں بھائی! ہم تو گئے ہی نہیں۔" نمونے بے چین لگا جس پر باقی تینوں نے ہنسنے کی جگہ کی جگہ کی۔

"میرا خیال ہے چائے اندری ملیں۔" موسم کے تیار بدل رہے ہیں۔" عاشر بھائی نے شکل کی طرف سے کالے ہوئے آسمان کو دیکھ کر کہا تیز ہوا آندھی کا دوپہر حار رہی تھی۔ وہ جلدی جلدی ہچڑی سمیٹ کر اندر آگئیں۔

"فریہ بھگ کر جاؤ۔ اور کچھ کپڑے دھو کر ڈالے تھے۔" وہ انکاراؤ۔" نمونے نے کہا۔

"اے بانی! آندھی کی تو بی تیز ہے۔" اس نے فکر مندی سے کہا۔

"بے فکر رہو۔" جس میں اس کے گئی۔ اتنی تو مٹی ہو۔" نمونے نے کہا تو دھاراش ہو کر اوپر چلی گئی۔  
"لو کہ کر! انہوں نے تو ریسٹن میں اب کچھ دیر آرام کریں گا۔" عاشر بھائی چائے کی کرکڑے ہوئے۔

"بھائی! کچھ دیر تو نہیں نہ۔" نمونے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔  
"نہیں بیٹا! بہت تھک گیا ہوں۔" انہوں نے دوسرے ہاتھ سے اس کے بال سمجھائے تو اس نے حار جلدی سے ہاتھ پھوڑ دیا۔  
(دل چاہتا ہے۔ تمہاری ساری جھکن سمیٹ لوں مگر کیا کوئی حق میرے پاس ہو بھی تو؟) یہ دے اس کے لئے کچھ چہرے پر ایک نظر ڈال۔

"سارے کپڑے لے آئی ہو نا۔" نمونے چپقل پڑے ہوئے فریہ سے پوچھا۔

"ہاں جی! لے آئی ہوں۔ بس وہ ایک ڈنڈا از کر اور پلا گیا ہے۔" اس نے کپڑے دھن تھک دھیر کر کے لٹکائے ہوئے بے پروائی سے کہا۔  
"کہہ کر؟" وہ صحت اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔  
"وہ جی دھر ساتھ دالوں کے ہل۔" اس نے ہاتھ لے کر اشارے سے بتایا۔

"نہیں کھا۔" نمونے زبان دانتوں تلے ڈال۔  
"نہیں جی۔" کہ جس سے سی کا ہوا گا۔ لب ہل صاحب کو ہونے سے بہا۔

"اے بانی! بات کہہ کر خودی بند۔" جی تھی۔ وہ بس ایک

دوسرے کو دیکھ کر گئیں۔  
"بانی! انتظار میں کھیل ہو گی دھر کون سا کوئی رہتا ہے میں نے تو اس کی جا کر۔" اس نے سلی وی۔  
"دھر تو جن جہا ہے۔" فریہ نے دانت پیسے کہ اسے اپنے سبز سوٹ کے ساتھ کاست رنگ لادینہ کس نظر میں لایا تھا۔

"جی! فریہ کا رنگ فق ہوا اور دوسرے لے وہ چھٹا لکھ کر رید کے چہرے جا چکی تھی۔

"بولتی ہے تو۔" اس کی مٹی بڑی زور سے رید کی چلی پر لگی تھی۔ اس نے دانت پیسے ہوئے اسے اپنے دھکیلا۔

"بانی! کچھ جن رہتا ہے آپ نے دیکھا ہے اسے؟" فریہ کا رنگ زور دھا۔

"نہ صرف دیکھا بل بھی کچھ ہیں۔" فریہ کو اپنے دوسرے کاٹھ کھانے جبارا تھا۔

"اے اللہ۔" وہ بول رہا تھا کہ کر لڑا کھ پکی تھی۔ بڑی مشکل سے کھینچ کھانچ کر اسے ہوش میں لائیں۔

"فریہ فریہ! جن دن سب مذاق قائم تھا کہ وہ اپنے لٹکائے ہوئے آندھی بھی ختم ہوئی ہے۔" فریہ نے جینی لیے میں کہا۔  
"فریہ تو جی تو جی بانی کو بس ایک دوپٹے کے لئے مجھے جن کے پاس بھجوا دی ہیں۔ میں نہیں جانے کی مجھے جنوں سے بہت ڈر لگا ہے۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"فریہ! وہ بہت خواہش کرتے ہیں اسی زمانے تم بھی اسے دیکھ لیتا۔" رید نے کہا۔

"خواہش کرتے تو کیا ہوا ہے تو جن ہی نا۔"  
"تو تم خود کسی چیز سے کہ ہو۔" فریہ غصے سے بولی۔

"اے بانی! کہتے ہیں مہمب تبت الکرسی بڑھ کر تم پر چوٹ مار دیتے ہیں پھر جن جن میں کچھ مجھ کے گا۔" نمونے چلی۔" کر تیز لایا۔

"تو آپ خود چلی۔" یہ نا تبت الکرسی بڑھتے ہوئے اور دیکھ بھی کتاب کاروں کی چوٹوں میں گولی اڑ

نہیں ہوتا۔" فرید علی بی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔  
 "جو نہیں۔" افسوسوار جا کر بندھ لادو، وہ جس میں کر  
 پاگل بناری ہیں اور تم ہو کہ بھلا انسانوں کی ہستی  
 میں جن کا کیا کام۔ "فرزل نے غصے سے حتیٰ الجسہ میں  
 کہا۔  
 "ہائی الجسہ مواست صتا۔" اس نے ڈرتے ہوئے  
 کہا۔  
 "تم اتنی جلدی مرنے والی نہیں ہو، فوراً" افسورند  
 میں رہائی کو پائی ہوں۔" فرزل نے ساتھ لہجے میں کہا تو  
 وہ مرے مرے قدموں کے ساتھ چلتے گئی پھر پلٹ  
 آئی۔  
 "اب کیا ہے؟" فرزل نے اپنے چہرے کے  
 تاثر دیئے ہی رکھے تھے  
 "ہائی وہ آیت الکرسی تو پڑھ کر پھونک دیں۔"  
 اس نے چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "ہم گناہگاروں کی پھونک میں واقعی کوئی اثر  
 نہیں۔" جس میں آئی ہے تا تو برحق ہوئی جانا اور جاتے  
 ہی ایک زوردار پھونک اس کے چہرے پر دے مار اور  
 دوشہ اٹھا کر بھاگ آ جا بس۔" فرید نے کہا اور  
 ساتھ ہی اسے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔  
 "ہائی بی ادا کرتے رہنا۔" کتنی وہ بار نقل گئی۔  
 "جے چاری فرید۔" اب اللہ ہی حافظہ ہے اس کا  
 تو۔  
 نمونے مساف سے سہلاتے ہوئے کہا۔ وہ چاروں  
 بے تالی سے اس کی دوا پس کا انتظار کر رہی تھیں۔ پھر  
 پہلے پانچ پھر دس پندرہ اور پھر پورے بیس منٹ گزر  
 گئے۔  
 "خدا خیر کرے۔" نہیں تشویش ہونے لگی۔  
 نے ہی تو نمونہ بدایت پر پائی میں گلو گلو کھول کر بھیجی  
 گی۔ پھر ٹھیک بیس منٹ کے بعد فرید بی بی پر اندھا  
 جھٹکی مسوری اندر داخل ہو گئی۔  
 "ہائے ہائی ہائی آپ جھوٹ بھی بولتی ہیں۔ وہ  
 صاحب تو اتنے اچھے ہیں کہ کیا بتائیں۔" فرید بی بی کی  
 کھلکھلاہٹیں کہیں کہیں ہورہی تھیں۔  
 "میرا خیال ہے" پھونک اس نے نہیں جس نے

ماردی ہے۔" نمونہ نے چپ سے منہ پر بند کر کہا  
 "میں نے اتنی عزت سے مجھے بھلیا۔ پھر پوچھے  
 گئے کہ مرے آئی ہو۔ میں نے بتایا اور مرے تو فوراً  
 سیدھے ہو کر بیٹھے اور کیر کیر کر پوچھنے لگے اور  
 کون کون رہتا ہے؟"  
 "اور تم نے بتادیا سب۔" نمونے آنکھیں  
 پھاڑیں۔  
 "تو تو اس میں بچانے کی کون سی بات ہے۔" فرید  
 نے منہ بتایا۔  
 "پھر آپ لوگوں کے نام پوچھنے لگے۔"  
 "تم نے بتادیے۔" وہ ایک ساتھ چیخ اٹھیں۔  
 "تو ہاں کی سمجھا ہے مجھے میں نے کہہ دیا کچھ  
 نہیں بتا میں تو سب کو پائی گئی ہوں۔" اس نے اڑ  
 کر کہا۔  
 "شاباش۔" ہوئی بل بات پھر۔ "زمینی نے خوش  
 کر کہا۔  
 "پھر کہنے لگے دفع کرو ان سب کو۔"  
 "کیا؟"  
 "وہ جی میں نے تموزی ہی کیا تھا۔ تو وہ انمول  
 ہے۔" ان سب کے چانے پر وہ بھرا گئی۔  
 "اس کے بعد انہوں نے میرا نام پوچھا۔" فرید  
 بی اپنے پرانے سے کھینچے لکیریں جب میں نے بتایا  
 کہ میں کس وقت فوت ہو رہی ہوں۔  
 "کیا؟" فرید نے ہونٹوں کی طرح پوچھا۔  
 "نام ہی اور کیا؟" اس نے غارنا منہ کر کہا۔  
 "فرید بی بی! اپنی پیٹھ کچھ تیز کرو۔" فرزل  
 آگے سے بیٹھے میں کہا۔  
 "پھر جی وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم نے پرانہ کہا  
 سے لیا تھا۔ میں نے بتایا کہ میں نے خود بنایا ہے تو  
 حیران ہوئے کہنے لگے ایک پرانہ میرے کیے بھی  
 بنادو۔" وہ بہت خوش ہو کر بتادیں گی۔ فرزل ایک  
 طویل سانس لے کر صوفے کی پشت پر ٹیک لگا کر  
 مگنی۔  
 "کیا وہ خود پرانہ نہیں ہے؟" نمونے آنکھیں  
 پھاڑیں۔

"نہی ان کے ہاں تو بہت چھوٹے ہیں۔" فرید  
 ان کی کم ملی پر بہت ہی۔  
 "چھا اس کے بعد کیا ہوا؟" فرید نے بے تابی  
 سے پوچھا۔  
 "پھر انہوں نے مجھے چائے پلائی۔ باقی جی بہت  
 اچھی چائے بناتے ہیں۔"  
 "فرید بی بی! آپ وہاں دوشہ لینے گئی تھیں۔"  
 فرزل شیطانی اختیار بھی۔  
 "ہاں جی! وہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔" فرید کے  
 کہنے پر وہ چاروں سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئیں۔  
 "جی جی! میں ابھی لے آئی ہوں۔" فرزل کے  
 کرنے سے تو یہ دیکھ کر کہہ کر ہی ہو گئی۔  
 "فورا" دفع ہو جاؤ اور یاد رکھا، تم وہاں دوشہ لینے  
 جا رہی ہو اب یہاں کھانا کھانے مت بیٹھ جانا۔" فرید  
 نے پیچھے سے چیخ کر کہا۔ اب کے فرید فوراً ہی واپس  
 آگئی نہایت سے ہوئے۔  
 "ہائی! ان کے تو تیرے ہی بدلے ہیں۔ کہنے لگے جس  
 کا دوشہ ہے وہ خود ہی اکر لے جائے۔"  
 اس نے آگے تپا۔ تو فرید فرید کے لیے رکھا گلو گلا  
 پانی خود ہی چٹائی۔  
 \* \* \*  
 وہ بچانے کب سے بھی رات کے سمندر میں تیرتے  
 چاند آدوں کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ سو وہاں پانی پر  
 سوار ہاڑوں کے غلے چاند کے دور کو ڈھونڈ لیتے  
 بہت دیر سے دیر سے آہستہ آہستہ سبک خراش کی  
 ساتھ وہ دیر سے اپنے کھلے ہاڑوں سے کھینچی اس منظر کو  
 دیکھ رہی تھی۔  
 "کتنے دور ہو تو اس چاند کی طرح۔" اس نے کہی  
 گریں پر جا کر بندھ گئی پر ٹھوڑی جھانکی میں جس میں  
 چھوٹا جی چاڑوں تو چھوٹے ہاڑوں پانچ کتا چاڑوں تو بلیوں  
 پر جیا کی مرگ جاتے حالانکہ تساری محبت قتل و قتل  
 میرے اندر دفع ہو کر ایک سمندر بنا گئی ہے اور میں ہر  
 دوز اس کے ساحل پر بڑی بھوری چٹانوں پر تنہا بھی  
 ایک چٹان ماڑی کو بچوں کے خوابے کرتی ہوں۔  
 "مستو تمہارے سفر میں ایک ایسا ساحل بھی آئے

کا جہاں کوئی نہیں گیا مگر اس ساحل پر بڑی سیپیاں  
 جن میں صد اونچی ہیں۔"  
 اس نے بہت دور دلوں کی طرح ٹھٹھکی روئنیوں کو  
 دیکھا۔  
 "تم بھی دیکھو گے میں اور میں بھی بتانے سکوں  
 گی۔ میرے لیے تو یہ جی بہت ہے کہ میں جس میں دیکھ  
 سکتی ہوں تساری آواز سن سکتی ہوں جس میں۔"  
 "یہ تم نہیں کیا کر رہی ہو؟" نمونے طویل بھائی  
 لے کر بند ہوئی آنکھوں کو بمشکل کھول کر اس سے  
 پوچھا۔  
 "کچھ نہیں۔" وہ اب ہاڑوں میں جیسے چاند کو تنک  
 رہی تھی۔ جو سین نگاہوں کے سامنے تھا خود سترس  
 سے دور۔  
 "اگر کچھ نہیں کر رہی ہو تو جا کر سو جاؤ پھر صبح  
 کتاب ہاتھ میں لے کر جانا پیل پر جہانیاں لے رہی  
 ہوئی ہو۔" نمونے اسے تارا۔  
 "نہو۔"  
 "ہوں۔"  
 "تم نے محبت کی ہے؟"  
 "ہم کلی کسک تو میں لی اسے کر رہی ہوں اس کے بعد  
 شادی کروں گی پھر اگر وقت ملا تو محبت بھی کر لوں گی مگر  
 بندہ ڈھنگ کا ملا تھا۔" جواب میں اس نے مستقبل کی  
 پوری تفصیل اسے سنادی۔ کسی سیدھی سی پانچانک  
 تھی۔ پھر بھائی شادی اور پھر بچہ۔  
 "میرا خیال ہے کہ تم واقعی ابھی تک خند میں  
 ہو جاؤ سو جاؤ۔" فرید نے مسکرا کر اسے دیکھا۔  
 "تو تم یہاں کتنی کون سی محبت فرما رہی ہو چلو آؤ  
 تم بھی۔" وہ چلے آؤ ان میں کتنی دوا رہ اندر چلی گئی۔  
 "چھا ہوا نمونہ بی بی! کہ آپ خند میں نہیں ورنہ  
 شاید میں آج اپنا آپ کھول دیتی تمہارے سامنے۔"  
 \* \* \*  
 "دینے جب مجھے پتا چلا کہ ڈیٹ شیٹ آگئی تو  
 میرے ہاتھ پاؤں سے جھان لگی تھی۔" نمونے آگس  
 کر کے کھالے میں بیٹھ کھاتے ہوئے کہا۔  
 "خیر تو تمہاری پرانی عادت ہے کہ میری خند میں

لب ضرور اڑا جائیگی۔" فریڈ نے کہا۔  
 "خیر تو پہلے ہی آصف اڑا کر لے گیا ہے۔ اب کیا  
 اڑی رہی۔" فرزل خاصی مطمئن تھی کہ اس کی تیاری  
 پیش کی طرح مکمل تھی۔  
 "اسے دیکھو کوئی فکری نہیں۔" منہو نے رعبہ کی  
 طرف دیکھا جو ہر طرف سے لاوا اور آگ کی آواز آ رہی تھی۔  
 "کہہ دو کوئی بھی کام سر سوار نہیں کرتی  
 تھی۔"  
 "او یار! پاس ہی ہوتا ہے ناں ہو جائیں  
 گے۔" اس نے لاوا والی سے دیکھا۔  
 "ہاں۔" مگر وہ ہمیشہ ہی ہمارے مجھ سے زیادہ آتے  
 ہیں۔" منہو نے اپنی سی سے سلام کیا۔  
 "یہ سارا اکیلے دل لگا ہے تو آپ کی پاس ہر حال  
 نہیں۔"  
 "سیلو مگر تو ایسا ہیسا ہیاں بیٹھ جاؤ۔" ان کی  
 اجازت دینے سے پہلے ہی وہ مریدہ کی چالی نعل پر  
 رکھ کر پیڑر ٹھیک کر بیٹھ چکا تھا۔ ان چاروں نے  
 ناگواری سے اسے دیکھا۔  
 "بلکہ چنٹ پر لائٹ کریں شرٹ پہنے وہ ہمیشہ سے  
 کچھ مختلف لگ رہا تھا۔"  
 "آپ لوگوں نے شاید مانتے کیا۔"  
 "میرا خیال ہے ہیاں بہت سی لہجوں غالی ہدی  
 ہیں۔" رعبہ نے اطمینان سے پیالے میں کچھ گھمکتا  
 ہوئے کہا۔  
 "لیکن میں نعل پر تو نہیں بیٹھا۔" پاپا باندہ گرسی  
 کی پشت پر لٹکے ہوئے دوسرے ہاتھ سے نعل پر رکھی  
 چابیوں سے لکھتا ہوئے سٹائٹ موڈ میں بیٹھا تھا ساتھ  
 ہی دیکھ کر اشارہ کر کے اس نے اپنے لیے فریڈ لائٹ  
 جوس منگوایا۔  
 "دیکھیے مسئلہ۔" رعبہ نے کچھ کہنا چاہا مگر وہ  
 درمیان میں بول رہا تھا۔  
 "دانش مالی تیم از محمد دانش،" جاب لیس۔ ایک  
 بن چار بھائی انہی مال ہی میں آپ کے شرمیں  
 شفت ہوئے ہیں مگر انہی میری مٹی نہیں اتنی کیونکہ  
 مول میری بن کے ایک از مرور ہے ہیں۔"

وہ جوس کے گاس میں سزا گھماتا ہوئے اپنا چورا  
 تعارف کروا گیا۔  
 "دیکھیں مسز دانش! مجھے آپ کے اس ہاتھ و پاؤں کی  
 قطعاً ضرورت نہیں ہے ایذا رشتہ۔" رعبہ نے  
 اپنے لیے کوئی لامکان نارل رکھنے کی کوشش کی۔  
 "آپ لوگ اس دن کے بعد اتنی ہی نہیں۔" وہ  
 اس کے ہنسنے کو بیکس نظر انداز کر کے یوں بولا جیسے  
 برسوں کی شناسائی ہو وہ چاروں بس ایک دوسرے کی  
 طرف دیکھ کر رہ گئیں۔  
 "مسز دانش! آپ فوراً سے پیش ہیاں سے اٹھ  
 جائیں۔" رعبہ ایک ہاتھ نعل پر رکھ کر کھٹکے سے  
 کھڑی ہوئی۔  
 "نیک ات ایڑی! ملاوچہ اتنا غصہ دیئے غصے میں  
 آپ باطل مول نہیں سمجھتی ہو۔" وہ مسکراتی لگا ہوں  
 سے اسے دیکھ رہا تھا۔  
 "رعبہ! جسٹ رشیکس۔" فرزل نے اس کے  
 ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "سٹ ڈاؤن۔" وہ اسے گھورتی  
 ہوئی بیٹھ گئی۔  
 وہ اطمینان سے جوس ختم کرنے لگا۔  
 "وہی آپ لوگ مجھ سے گھبراہٹ میں جاتی ہیں۔"  
 اس نے پوچھا اب سے اور دیکھا مگر وہ کی طرف  
 تھا۔ اس نے جھٹ اپنی پوری توجہ آگس کریم پر  
 مبذول کر دی۔ دانش نے بند کھجی ہونٹوں پر جھکا کر  
 ہشکل مسکراہٹ دی۔  
 "مفلا مٹی ہے آپ کی۔ ہم کیوں گھبرائے گئے آپ  
 سے۔" رعبہ نے ناگواری سے اسے گھورا۔  
 "وہی وہ دہشہ کس کا تھا؟" اس نے اچانک  
 پوچھا۔ فریڈ نے بڑے زور سے پہلو ہلا دیا۔ دانش نے  
 جلی خواب کا انتظار نہیں کیا۔  
 "آپ کی وہ ملازمت کیا نام تھا۔" اس نے شامت کی  
 انگلی۔ پیڈلٹی پر رکھ کر کچھ کھانے کے لیے سوچا۔  
 "ہی فریڈ بہت محبت پسپ ہے۔"  
 وہ اب بھی کچھ نہیں بولیں۔  
 "اگر کے کرنا! چھاوت کرنا آپ کے ساتھ۔ میں  
 رکنا مگر کچھ کام ہے مجھے اپنی بوئے تھینکس قاری

جو کہ۔"  
 "ہی کہہ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ بھی آگس کریم  
 ختم کر چکی تھی۔  
 "نعل! وہ اور نکھریاں سے،" کافی دیر ہو گئی  
 ہے۔" فرزل نے کماؤ رعبہ نے دیکھ کر بول لائے کا  
 اشارہ کیا۔  
 "یہ۔" نعل نے نظر پڑے ہی اس نے دیکھ کر گھور لیا۔  
 "یہ نہ تو وہ آپ کے پاس جو صاحب بیٹھے تھے۔ وہ  
 کہہ گئے کہ اس کا کافی بھی آپ ہیں گی۔" م نہیں  
 "تھینکس قاری جوس" کے الفاظ یاد آئے۔  
 "نعل۔" رعبہ نے غصے سے کچھ کہنا چاہا تو فرزل  
 نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔  
 "اس لوگ۔" اس نے مسکرا کر اسے بے  
 ڈالنے کا اشارہ کیا تو وہ اسے گھورتی ہوئی پیہ ڈالنے  
 لگی۔  
 "تو آریو کرلو میں اس وقت سخت غصے میں  
 ہوں۔" رعبہ نے چلی فرزل کی طرف اچھالی تو وہ  
 کندھے اچکا کر ڈراؤنگ سیٹ پر آ گئی۔  
 "ویسے عجیب سا بندہ ہے وہ۔" کلائی ریورس  
 کرتے ہوئے فرزل نے مختار انداز میں بصرے کا آغاز  
 کیا۔  
 "تھنکس پور۔" رعبہ نے توجہ کر کہا۔  
 "تکم از کم میں سے اس کے انداز میں کوئی لنگ پٹن  
 محسوس نہیں کیا۔" فرزل نے کہا۔  
 "ہاں کہہ کر تو شاید تم ٹھیک رہی ہو۔" فریڈ نے  
 پر خیال بناؤ دانش سر ہلایا۔  
 "مجھے تو وہ خاصا الجھو کھٹا۔" منہو اور کسی اچھی  
 جلی کا فوڈ لگا ہے البتہ اس کی یہ شرارت۔"  
 "وات شرارت؟" منو فرزل کی بات کاٹ کر  
 چلی۔  
 "ہاں! کوئی لڑکی یہ حرکت کرتی تو شاید شرارت  
 ہی کہلائی۔" فریڈ نہیں کر بولی۔  
 "اس کی شخصیت بظاہر پیچیدہ اور سوہری ہے۔ کم  
 از کم یہ شرارت اس پر سوٹ نہیں کرتی۔"  
 "یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو اس کی آنکھوں میں

نہ دیکھ سکے اس کی آنکھیں ہر وقت ہنسی اور اس کی  
 شرارت رہتی ہیں۔" فرزل نے اس کر کہا۔  
 "تم نے اس کی آنکھوں میں جھانک بھی لیا۔" منو  
 نے حیرت سے اسے دیکھا۔  
 "مجھوری ہے۔ میں بیٹھ سامنے والے کی دو باتوں  
 کا تجزیہ سب سے پہلے کرتی ہوں۔ ایک تو اس کا لہجہ  
 اور دوسری آنکھیں اور مجھے اس شخص کی آنکھیں بے  
 پرا اور لہجہ خاصا منڈب لگا ہے۔" فرزل نے اپنا کیا ہوا  
 تجزیہ پیش کیا۔  
 "مجھی ہوئی۔" دوسری ملاقات میں موصوف وہ  
 دوش تو لے لی تھی۔ رعبہ نے منہ ہٹا کر کہا۔  
 "تجزیہ میرا اپنا تجزیہ ہے اور میں کچھ زیادہ محرم  
 شاس نہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ بعد میں وہ کچھ  
 کا کچھ لٹے۔" فرزل نے اس کر کہا۔  
 "لیکن میں نے اس کا ایک جھوٹ پکڑ لیا  
 ہے۔" رعبہ نے کھٹ لگاتے ہوئے کہا۔  
 "تو کون سا؟" رعبہ اور نوک ایک ساتھ بولی تھیں۔  
 "اس کے جاب لیس ہونے والی بات ہے کار  
 لوگ نہ تو اتنی جیتی گاڑی میں گھومتے ہیں اور نہ ہی ان  
 کے چہرے اتنے پرسکون ہوتے ہیں۔" رعبہ نے  
 قاتحانہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔  
 "تو سکتا ہے وہ شوخ جاب کرنا چاہتا ہو اور کسی  
 اچھے کماٹے بیٹے کو لے کر تعلق رکھتا ہو۔" منو  
 نے کماؤ رعبہ منہ ہٹانے لگی۔  
 "چھا پاپا! اگر تمہارے دل میں اس کے خلاف اسات  
 ہی بغض ہے اور تم اس کی اس شرارت کا بدلہ بھی لیتا  
 چاہتی ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔" فریڈ نے کہا۔  
 "یہ ہوئی ناں بات۔ اب میری پلاننگ  
 سنو۔" رعبہ ان کی طرف گھومی۔ "ہم اسے چائے پر  
 انوائٹ کریں گے۔"  
 "وات ہم بھلا کیوں اسے چائے پلانے  
 لگے۔" منو نے ہانک چڑھائی۔  
 "پہلے بات تو سنو میری! ہم اسے چائے پر بلوائیں  
 گے۔" رعبہ نے ہراساں کر کے کہا۔  
 "پھر اس کی چائے میں کوئی نمک مرق ڈال دیں



گے ہونہر پوس آئندیا۔ "فریج نے ناک چڑھائی۔  
"تم کو میری بات سنو گی یا نہیں۔" اس نے چڑ  
کر کہا۔

"سنو۔" وہ لوگ چپ ہوئیں تو اس نے دھیرے  
دھیرے اپنا آئینہ انہیں سنایا۔  
"ہاں، ہو سکتا ہے" فریج نے خوش ہو کر کہا۔  
"مگر ٹیبلہ بلکے کٹے کے گلے میں گھنٹی کون باندھے  
گا۔" فریج نے پوچھا۔  
"میں اور کون نا۔" رعبہ نے کہا۔

"ہاں، میں نہیں جانتی۔" نمونے نے کہا۔  
"کیا کر س۔" فریج نے صاف انکار کر دیا۔  
"کوئی اسے زہر نہیں دینے گئے۔ بے فکر  
ہو۔" رعبہ نے کہا۔ "تم نے بس اتنا کرنا ہے کہ اسے  
چاکر کو کہہ دے کہ اسے چائے پر بلوایا ہے۔"

"ہرئی۔" وہ تہذیب شکنی۔  
"چور دیکھ نہیں فوراً" چاکر اسے اس اتنا کہ کو بلکہ  
ایسا کہ اسے کو کہہ عاشر بھائی نے اسے چائے پر بلوایا  
ہے۔" رعبہ نے اپنی بات میں ترمیم کرتے ہوئے  
کہا۔

"ہرئی! چھوٹے صاحب تو گھر ہی نہیں  
ہیں۔" فریج نے حیرت سے ان کی شکل دیکھی۔  
"اسے کیا اہم ہو گا کہ بھائی گھر پر نہیں  
ہیں۔" نمونے نے گھورا۔  
"ہاں، چاکر کیا کر کہہ دو۔"

"بے وقوف اسے تو بھگ بھی نہیں بڑے ڈی۔  
اب جاؤ فوراً۔" فریج نے کہا۔ وہ منہ مٹائی اٹھ بیٹھی۔  
"سننے تو اچھے ہیں راجس صاحب،" نمونے نے کہیں  
دشمنی لگا کر بیٹھی ہیں۔ "وہ بڑی بات ہوئی یا ہر گز نہیں اور  
تھوڑی دیر بعد ہی آئی۔"

"خیر ہے" آج چائے میں پلائی تھمارے راجس  
صاحب نے۔" فریج نے چھیڑا۔  
"آپ مجھ سے ایسے مذاق نہ کیا کریں۔" وہ لڑا کر  
بولی۔  
"چھا چائے کا کہہ دیا؟" نمونے نے بے تکی سے

پوچھا۔  
"ہاں بھائی، اور تو بڑے خوش ہوئے کہنے کے میں  
تو ضرور کوئی گا اور اپنی باتیں سے کہنا مجھے بازار کی گئی  
چیزیں یا بھی نہیں لکھیں۔"

"کہہ کیا دھڑلہ بند ہے۔" رعبہ نے دانت  
پیچے اب سب کو بے تکی سے شام کا انتظار تھا۔  
"میرا خیال ہے اب آسانی ہو گا۔" فریج ذرا اور  
سے جھانکنا رعبہ کی بے تکی دیکھتی تھی تب ہی کھل  
تیل پڑی تھی۔

"ہاں، بھگ رعبہ۔" نمونے کے اچانک کسی ہاتھ پر  
پھل گئے تھے۔ چاکر کو پیلی ہو لوگ کسی کام سے  
باہر بھیج چکی تھیں۔ رعبہ بھاگی ہوئی گیٹ تک آئی  
تھی کوئی کٹے گیٹ سے اندر آتا ہے دیکھتے ہی رعبہ  
کہاؤں میں ہرک لگ گئے۔

"ہاں، اب؟"  
"بھئی، تھماری اما کو بہت فکر تھی کہ بیٹیاں اسے  
دونوں سے گھرے باہر ہیں۔" انہوں نے پیار سے  
اسے اسے ساتھ لگا دیا۔  
"جی، تم تو بالکل ٹھیک ہیں، اب اندر چلیں۔" وہ  
گھبرا کر گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ہاں، ہوا ہے! آؤ تو کل رات نہ" اس کے چہرے  
پر اڑتی ہوئی رائی دیکھ کر پریشان ہو گئے۔  
"کئی ایم کل رات نہ تھا، اب اندر چلیں۔" (کسم)  
کئی نہ جانے)

"کئی کو اتنا ہے کیا؟" وہ بار بار اسے گیٹ کی  
طرف دیکھتا کر رہا۔  
"کئی کئی تھا۔" اسے اسے اسٹک۔ "وہ اچھا  
دھن میں کہہ رہی۔"

"کیا؟" منگر۔ "؟"  
"نہن۔" منگر تو منگر نہیں کہا میں نے۔  
"نہن تو منگر اسے کی کو کوشش کی۔  
"تم فرماؤ کہ وہ چاکر کیا کر رہا ہے؟" انہوں نے  
گرتے گرتے کہ ان کی گرتے سن کر پانی تیل میں بھی  
آپس مٹا نہیں دیکھتے ہی ٹھک نہیں۔ عین اسی  
راجس نے گیٹ سے جھانکا۔

"نارے گئے۔" وہ تینوں مرکز بھاگی ہوئی کچن میں  
ہانسی تھیں۔ رعبہ کے ہوا حیرت سے یہ سین دیکھ  
رہے تھے۔

"نارے کئی کم ان سر۔" گیٹ سے وہ قدم اندر آکر  
اس نے پوچھا تھا۔  
"میں۔" لہا نے کٹے اسے اور پھر رعبہ کی  
طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔  
"ہاں، یہ راجس ہیں عاشر بھائی کے دوست، آپ  
اسے کیوں نہیں لائے؟" رعبہ نے فوراً پھینکا

دیا۔  
"کے؟" راجس نے حیرت سے پوچھا۔  
"وہ۔" وہ سوال کو۔ "ہر وقت اسے مول کاٹم  
راہ تیا تھا راجس نے کچھ حیرت سے کچھ الجھ کر اسے  
دیکھا۔

"مگر اب نے انہیں تو انوائٹ نہیں کیا تھا اور  
وہ بھی ہو لوگ تو۔"  
"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔" وہ نمونے نے کیا کتنے جا رہا  
تھا۔ یہ نے جلدی سے بات کالی۔  
"اندرا چلیں عاشر بھائی بھی آتے ہی ہوں گے۔"

"یہ میں آپ کے لئے لایا تھا۔" اس نے ٹیک کا  
باہر رعبہ کی طرف پھرایا جسے اس نے مرے مرے  
باتوں سے قمار لیا۔  
"ہاں، اب لوگ اندر چلیں۔" منگر آتی ہوں۔ "وہ  
بھگ سے کہہ کر کچن کی طرف پلٹ گئی تب کہ لہا

اس کے ساتھ باتیں کرتے ڈرائنگ روم کی طرف  
چلے گئے۔  
"یہ کیا ہو گا؟" ساری چانگ ٹل ہو گئی۔ "اس نے  
اندرا آگرایا پھیل پڑا۔  
"چھا ہوا میں تو پہلے ہی خلاف تھی اسے اچھے  
انسان ہیں راجس صاحب۔" فریج مسواری بولی۔

"مگر چاکر کو راجس کی کچی۔" فریج نے گھر کا۔  
"ہاں، تو عاشر بھائی نے بھی اتنا ہے۔" انہیں کیا  
باتیں تھیں۔ "نمونے نے راجس سے ہاتھ ملے۔  
"کہہ دیا ہے سب کچھ جج بتا دیں گے۔" رعبہ  
نے غیور سی سے سر ہلایا۔

"ہیلو ہیو، کیا ہو رہا ہے حسب معمول کچن  
میں۔" عاشر بھائی نے کچن میں بھاگ کر کہا۔  
"اوس ہو رہا ہے۔" رعبہ کا منہ لٹکا تھا۔

"خیر تو ہے" اکی باری کی صورت یوں کیل بنا  
رکھی ہے۔ انہوں نے تو اسے مخصوص لمبے اور انداز  
میں کہا تھا ہے اقتدار منہ پھیر گئی۔  
"اندرا چلیں بھائی ماموں آتے ہیں اور آپ کے  
مہمان بھی۔" نمونے نے کہا۔  
"میرے مہمان۔" انہوں نے حیرت سے دہرایا۔  
"جی اور راجس رعبہ اب وہ آپ کے مہمان ہیں،  
پانی بات اب کو دیکھیں سمجھائیں گے۔"

"فریج نے کہا تو حیرت سے انہیں دیکھتے ڈرائنگ  
روم کی طرف چلے گئے۔ "بل تو چال تو بل ٹال کو ٹال  
تو" گاؤر کرنے لگیں۔ تب ہی ڈرائنگ روم سے آئی  
پر خوش آوازوں پر چک لگیں۔  
"راجس تم" عاشر بھائی کی حیرت بھری آواز ابھری  
تھی۔

"عاشر۔" ہوا۔ "کئی ہی حیرت کا اظہار ہوا تھا۔  
"کئی کانٹہ بیوا۔" بھی سوچا بھی نہ تھا کہ تم  
سے یوں ملاقات ہو جائے گی اور وہ بھی میرے ہی گھر  
میں۔" عاشر بھائی نے کہا۔

"ہاں، اب آپ نے اس سے۔ یہ میرا بہت اچھا  
دوست راجس ہے کچن میں ہم لوگ کلاس کیلو بھی تھے  
اور وہ دم میٹ بھی آپ شاید جانتے ہی ہوں بڑس  
کیونکہ میں ان کے پیلا کا نام خاصی شہرت کا حامل ہے  
یہ۔" منگر غصہ۔

"کئی۔" تم ان کے بیٹے ہو تمہارے والد تو شاید  
آج کل امریکہ میں ہوتے ہیں۔"  
"جی ہاں۔"  
"تو بڑس کون دیکھا ہے۔"

"نہن، اب بھائی ہوتے ہیں۔ ہم چاروں میں سے وہی  
بڑس ہاتھ ڈرتے ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔  
"دور تم؟" عاشر بھائی نے پوچھا۔  
"نہن۔" میرا ارادہ پوس لائن جوائن کرنے کا  
ہے۔"

"نوش گرت ابھی تک نکلے نہیں اس پتھر سے۔" عاشر بھائی نے کہا "میں ذرا چائے کا کمرہ آؤں۔" عاشر بھائی یہ کہہ کر باہر نکلے جہاں وہ چاروں ہلکا ہلکا کھڑی تھیں۔

"تم لوگوں کو کیا سنا ہے سوچو گئے کیا ہے۔" انہوں نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"بھائی۔۔۔ یہ سنا ہے تو ہمارے بڑی ہیں۔" منو ابھی تک حیرت کے تھکے کھڑی تھیں۔

"ہوں یہ تو درست تھوڑے سا بپ تو لوگ لیا کرو زبردستی کی چائے بھجواؤ۔" وہ یہ کہہ کر بیٹھے۔

"زہرہ زہرہ بھجواؤ۔" منو بھیا آواز بلند کر رہی تھی۔

"منو بڑی بات بیٹا۔" انہوں نے نرمی سے ڈانٹا۔

اور جلدی کا کہہ کر اندر چلے گئے۔

بھئی نہ سوچا تھا، ہم نے فیصل اس کے لئے کریں گے خود تمہیں ان کی دوستوں کی طرح غریب سے سوا تھو کر انہیں چھیڑا تو وہ بس کھور کر رہ گئیں۔

"چھانکاو فریزر میں جو کچھ ہے۔" منو نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ کیگ بھی کھولو جو موصوف ہمارے لیے لائے ہیں۔" زہرہ نے کہا۔

"منو نے کیگ کا ڈبہ کھولا، کیگ میں موجود چیزوں کے درمیان بیٹے میزنگ کے آٹھ بیس ہلکا کر نمرو کو کھور اور اس سے پہلے کہ نمرو بی بی صورت حال کو سمجھ سکتی وہ بے لطفی سے ان کی گود میں سوار ہو چکا تھا۔

نمرو کی خوفناک چیخ کا جواب ان تینوں نے بغیر سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے آنکھیں بند کر کے اٹھی ہی خوفناک چیخوں سے دیا تھا "عاشر بھائی اور ماسوں دوڑتے ہوئے چرن تک آئے تھے جب کہ دانش بے اختیار پیچھے جھٹک کر جوتے کے نیچے کھول بیٹھا تھا۔

\* \* \*

"کسی بات ہوئی ہے وہ شخص عاشر بھائی کا اپنا کمرہ دوست لگ گیا۔" کتب سے سر اٹھا کر منو نے اچانک کہا تو نزل کا دل چاہا منو سے بیٹھے۔

"نار گاڑیں! بھول جاؤ اس شخص کو اپنے

ہمارے اندر ہمیں نہیں بنا کہ ہم کیسے جی رہے ہیں اور یہ میرا بھائی۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ وہ سب ششدر سی اس کی دیر پاؤں دیکھ رہی تھیں۔

"میرا بھائی بت دے گی یہ زہرہ! میں رو رہی ہوں وہ نہیں روئے گا اس کے اندر آسویں کا سندھو سے نیچے زندگی کی طرف لاتے لاتے وہ خود کو گھیر گیا ہے۔ تم اس کو بے ہوش انسان کو داپس لاؤ گی تاہم یہ وہ ہے۔ کبھی نہیں ہنسنا۔ وہ کبھی دل سے نہیں ہنسنا تم اس کے ہونٹوں کو ہسی سے بھاؤ گی۔ تم اس کی زندگی میں خوشی لاؤ گی۔ اسے ہنسنا سکھائو گی۔ اسے نارنجیہ بولو پلینجیہ بولو۔" وہ اس کے گلے کے گتے کے ترپ کر رہی تھی۔

"اکثر موت کرنا زہرہ! اور نہ ہم لوٹے ہوئے لوگ کچھ اور لوٹ جائیں گے۔"

اس کے پیچھے اور نوٹے لیے پر زہرہ تڑپ اٹھی۔ یہ انکار کا نہیں اقرار کا وقت تھا اور زہرہ نے انہیں اور ذہنی شام کے گلابی گلوں کو گواہ بنا کر پورے احمد جرات اور غور کے ساتھ اپنی محبت کا اقرار کیا تو وہ جیسے کھل اٹھی۔

\* \* \*

"جو بھی سکھو! آؤ کھانا۔" فریحہ آڈیٹیٹ میں بیٹھے تھی۔

"لوگوں لایا ہے۔" منو نے چن کر سب سے بڑا آؤ انعام لایا۔

"ہم لائے ہیں دشمنوں کے ہاں سے۔" زہرہ نے اتر کر کہا۔

"کسی دکان پڑی گئیں ہاں تو ساری اتراہٹ نکل جائے گی۔" منو نے آؤ کھانے سے کہے۔

"تو ہم خود تھوڑی ہی گئے تھے۔ موصوف گھر نہیں تھے سرنیک کے شیطان صفت بچوں کو بڑا چھوڑا تھا دواؤ پر "اس شرط پر کہ آؤ سے تمہارے آؤ سے ہمارے۔"

اس نے خوشی سے بتایا۔ تب ہی کال بیل بجی اٹھی۔ مگر وہ آؤ کھانے کے ساتھ ساتھ کتابوں میں کھو چکی

تھیں۔

"ہیلو۔" سترم سی آواز پر وہ چونک گئیں۔

"میں اندر آچکا ہوں۔" وہ آواز سے منو کھڑی پوچھ رہی تھی۔ وہ سنا پہچان چکی تھیں۔

"آئیے تاہم کیوں کھڑی ہیں۔" منو نے آگے بڑھ کر پڑنے لگی کی تو وہ سکرانی ہوئی اندر آگئی۔

"میں سو رہی ہوں دانش کی باتیں۔" آپ دانش کو تو جانتی ہیں۔" اس نے بے چارہ پن سے کہے۔

"کی۔ جی بہت اچھی طرح۔" زہرہ نے زور و شور سے سر ہلایا۔ پھر ٹھٹھکی۔

"میرا مطلب ہے کہ وہ نمرو کے بھائی کے دوست ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"آپ ڈرانگ روم میں چلیں ہاں یہاں تو۔"

منو نے جلدی سے کہا۔

"ارے میں بھی میں ٹھیک ہے۔" وہ بے لطفی سے کشن سے کھینچ کر رہیں بیٹھ گئی۔ نمرو ان لوگوں کو گھورتے لگی۔ ہر طرف کشن کی بھری تھیں جس کی فکر کشن کے ساتھ صوف کشن کی بڑے نظر آ رہے تھے۔ زہرہ نے حسب معمول کندھے اچکا کر بے پروائی کا اظہار کیا۔

"یہ شاید آپ لوگوں کا بیٹھ تھا۔ ادھر اڑ کر آ گیا۔" فریحہ نے فوراً اپنا بیٹھ چڑھا تھا۔ بھائی آپ سب لوگوں کی اتنی زیادہ تفریبن کرتے تھے ہر فن پر کہ مجھے اشتیاق ہونے لگا تھا آپ سے ملنے کا۔"

"تفریبن اور ہمارے۔" فریحہ نے پریشن ہو کر اس کی طرف سے کہا۔

"جی ہاں آپ کی کہہ رہے تھے کہ مول تم یہاں آؤ گی تو پائل بھی پور نہیں ہوگی۔" جس وقت اچھی فریڈز جی باس میں۔" اس نے بھائی کی طرح اس کے چہرے پر جی سکر اہٹ کا تاثر اظہار کیا تھا اور وہ خوش گفتار ہو گئی۔ کسی ذرا سی دیر میں ان کی دھڑکی ہو گئی۔

"میں اب بہت جلد آؤں گی۔ آپ لوگوں کے ساتھ ساتھ اچھا وقت گزرے گا۔" جاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی "انگریز کے بعد ہم لوگ یہاں شفٹ ہو جائیں



گئے۔

تجربہ کار شرمیلی آگئے۔

"یہ میرے بھائی ہیں۔"

"اور سارے بھائی آپ کے دوست دانش کی سسر

مول۔" نہج نے تعارف کر دیا۔

اور وہ اسے دوسرے کر کے آگے بڑھ گئے۔

"آگے آپ لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت

گزرا۔"

"کئی باری تھی نا۔" اس کے جانے کے بعد نرو

کمرہ رہی تھی۔

"ہاں اپنے بھائی کے بالکل برعکس۔" زبیر نے

ناک چڑھا کر کہا۔

"آپ تمام ٹھیک ہے، جاؤ بھائی کو چائے بنا کر دے

آؤ۔" نرو نے زبیر سے کہا۔

"فریڈ سے کہ دو۔" اس نے ناروا کی انتظار کی۔

"بالکل بھی نہیں۔ تم جاؤ کی لڑکھائے کو

کچھ آگے بھی تو بڑھنا چاہیے۔" نرو نے تائیدی

انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"معاذے کو آگے میں نے نہیں تمہارے بھائی نے

آگے بڑھانا ہے۔" زبیر نے بالوں کو جھٹکے سے چیخے

کر کے کہا۔

"تم کوئی سرا اس کے ہاتھ میں دو گی تو ہی آگے

بڑھے گا نا۔" نرو نے کہا۔

"مذاق خراب ہے نرو تمہارا۔ بھلا میں کیسے خود

ہی ساری بات فرض کر لی تم لوگوں نے تو۔"

"یہاں مطلب تو تم۔" نرو کا چہرہ قہقہہ ہو گیا تھا ایک

ہی رات میں اس نے تو تجاہلے کیا کچھ سوچ ڈالا تھا۔"

زبیر کو ترس چلا۔

"سچی تو تم بھی بالکل۔" اس نے نموکے گل

تھپتھپانے اور پھراٹھ مٹی۔

"پھیرے لیے دے جائے خیر کرنا۔" جاتے جاتے اس

نے بے چارگی سے کہا تو انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ

اتھاڑ دیے۔

بگنی سی دستک کے ساتھ وہ اندر داخل ہوئی وہ ابھی ابھی

شاہد لے کر بار پھر نکلتے تھے۔ ڈرنک میل کے سامنے

تو لیے سے ہل کر گزرتے ہوئے انہوں نے اس کی طرف

دیکھا وہ ہزاروں بار اس کے کمرے میں آئی تھی۔

سیکڑوں بار اکیلے بیٹھ کر باتیں بھی کی تھیں، کراپ

نہانے کیوں نہیں کر رہتے ہوئے اس کا ہاتھ

کھینک لیا۔ سینے میں اچھا سا اثر پڑا تھا۔

"تھکنا پور زبیر۔" آگے اس وقت چائے کی شدید

طلب ہو رہی تھی۔" بیل پر بیٹھے ہوئے انہوں نے

نیل پر سے کہا تھا۔

"بھینچو ناں تھری نہیں ہو؟۔" انہوں نے حیرت

سے چپ کمری زبیر کو دیکھا کوئی اور وقت ہوتا تو وہ

دھبے سے ان کے بیڈ پر بیٹھ کر کئی باتیں انہیں سنا بھی

چکی ہوتی کراپ نکلا ہونٹ دانتوں سے باندھے دونوں

ہاتھوں کو منسلک چلا رہی تھیں۔

"آپنی راپم لڑا؟۔" انہوں نے اس کی آنکھوں

میں جھانک کر اپنے مخصوص لمبے میں کہا۔

"جی۔" اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"کئی کچھ نہیں۔" وہ اپنا کپڑا کر بار نکلتی تھی۔

"کیا ہوا؟ اتنی جلدی داپس آئیں۔" وہ سب شکر

بیٹھی تھیں۔

"تم میں نے کیا دیاں کوئی لوسنگ گانا تھا۔" وہ جی

ہوئی تھی۔ دھبے سے کٹھن کھینک کر بڑھتی تھی۔

"انہوں نے چائے تو جس کر لی ہوئی۔" نرو نے

اشتیاق سے پوچھا۔

"ظاہر ہے چائے کوئی ایسی چیز نہیں تھی رو کر لیا

جائے۔" وہ جڑ بولی۔

"پھر کیا انہوں نے؟۔" فرزل نے پوچھا۔

"کیا گستاخا کہنے لگے اپنی راپم لڑا؟۔" اس نے

لفظ کرنا کو خاصا گزرا تھا۔ وہ حیرت سے اس کا منہ دیکھنے

لگیں پھر نرو نے ہنسنے ہوئے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

"یار! تمہیں تو پتا ہے وہ سب سے بونی بات

کرتے ہیں جیسے بہت بڑے ہوں مگر بہت آہستہ

ٹھیک ہو جاتیں گے۔"

"رہنے دو مجھے نہیں ایسی بد راز بہت۔"

اس نے نرو کو بڑے دھمکیاں جب کہ فرزل اور زجی

دل کھول کر فرض رہی تھیں۔ اس نے نکلی سے ان کی

طرف دیکھا پھر اپنے آخری الفاظ یاد کرتے پر خود بھی

اس رہی۔

\* \* \*

بچہ شروع ہوتے ہی وہ بری طرح مصروف

ہو گئے۔ ہر چیز سے توجہ ہٹا کر تقریباً پورا مینہ زور

کیا۔ احمقانہ کے دوران دانش کی بار کھڑا تھا کمرہ

لوگ اب کتھوں میں جھپک جھپک تھیں، آخری ہیبر کے

بہرہ وہ سب ہوں جی ملن کر سوسن کہ فریڈ کھرا کر ان

کے منہ پرانی کے چھینے والے تھے۔

"ایا تخت ہے؟۔" زبیر آگے مٹاتے ہی چنگی۔

"وہی جی نا! اٹھ جا میں کیا اب مینہ بھر سولی رہیں

گی۔" وہ پانی کا جگہ لے کر فرزل کی طرف چلی۔

"کوئی اور طریقہ نہیں تمہارے پاس اٹھانے کے

لئے۔" زبیر کو سخت قصہ تھا۔

"نابائی آپ کے لئے تو بس یہی ہے۔" اس نے

زبیر سے کہا۔

"اچھا تو پھر یہ۔" زبیر نے اس کے ہاتھ سے

ایک چھت کر اس پر اثر کیا۔ وہ چیخ کر فریڈ وہاں

پہنچ گیا۔

"اس کو آخر خرابی بھائی کو آنا پڑا۔"

"یار رات بھر سو رہی تھی۔" انہوں نے سب

کو آواز دیا۔

"خیر! اٹھ کر لانا میں آؤ۔" انہوں نے سختی سے

کہا۔

"سب بولو۔ کیا پروگرام ہے تم لوگوں کا۔" فاشر

بھائی نے پوچھا وہ سب لانا میں بیٹھے تھے۔

"اب تو خرابی بھائی کھ جائیں گے سندن ہو گئے

جیں۔" فرزل نے دوا سی سے کہا۔

"اتنی جلدی۔" ابھی تو بچہ ز سے فارغ ہوئے

جیں۔" نرو بولی۔

"خدا کا خوف کرو۔" وہاں تو ہو گئے ہیں ہمیں آئے

ہوئے۔" اور میں ایک بار بھی کھ نہیں گئی۔ بس خون پر

ات ہوئی رہی ہے۔ امی مت یاد آ رہی ہیں۔" اس

نے کہا۔

"گورو جو آئی اور انکل یہاں آگے رہے

جیں۔" نرو نے گھورا۔

"گورو بھلا کوئی ملتا ہوتا ہے۔" اس نے کہا تو وہ

دونوں بس بھائی چپ سے ہو گئے۔

"تم کیوں چپ ہو گئے؟۔" انہوں نے کہا

چاپا کمرہ میان میں فریڈ بول ابھی "گزیلا مت کہہ

دیتے گے۔"

"کیوں؟۔" وہ حیران ہو کر زبیر کو دیکھنے لگے۔ وہ

جزبہ بولی۔

"تمہارا مطلب ہے۔ اب ہم لوگ بڑے ہو گئے

ہیں۔" فریڈ نے شرارت سے زبیر کی طرف دیکھ کر

کہا۔ تو وہ نہ بھگنے کے انداز میں انہیں دیکھ کر فریڈ کی

طرف توجہ ہوئے تو چائے کے ساتھ سوتے جاتے

آ رہی تھی۔

"گورو خیر تو ہے فریڈ بی بی، آج بن کے یہ

عنايت۔" فریڈ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ چپ

چاپ بڑے سامنے رکھ کر مڑ گئی۔

"تم کا ہر کار جاری ہو؟۔" فرزل نے حیرت سے

پوچھا۔

"دس نقل شکرانے کے پڑھ نکال۔" اس نے

سچیجی سے کہا۔

"دس خوشی میں؟۔" زبیر نے حیرت سے اسے

دیکھا۔ "کیا پڑا ہوا نقل کیا ہے؟"

"تب کے پرپے ختم ہونے کی خوشی میں"

غضب خدا کا لوگوں کی بچوں میں ہو کر اور نیند اڑ

جاتی ہے اتنی سی شکل نقل آتی ہے طریہ ہماری باجیاں

تو یہ تو یہ۔"

"تمہیں کیا تکلف ہے جو ہماری شکلیں ہوں

نکلیں میں دونوں اور وہ ہو کر "پاس تیند احمقانہ میں نہیں

محبت۔" زبیر لڑتے لڑتے ایک دم چپ ہو گئی

تھی۔

"آپہا بھی ختم کرو اس قے کو سارے بھائی آپ کم

از کم مجھے تو کھل کر مجھوڑ آئیں۔" فرزل ان کی طرف

مڑی۔

"ابھی نہیں۔" وہ چاروں کمرہ جاؤ۔ میرا کچھ شاہنگ کا

پروگرام ہے پھر ملے جانا۔" نرو نے کہا تو اس نے کچھ



سورج کرانٹ میں سر ملایا۔

"پانی باریہ۔ دھبی۔ آپ کے ابا جی کا فون ہے۔"  
فریدہ کا رنڈور سے پکار رہی تھی۔ "وہ دونوں بھائی کوئی  
اندیشہ ہی نہیں۔"

"اچھا۔ میں اپنے ایک دوست کے ہاں جا رہا  
ہوں۔" عاشق بھائی نے چیخ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر  
چابی کی مزدور کی جاکٹیں نکالیں۔

"بھائی! اجلدی آئیے گا۔ رات کو زبردست ساؤنڈ  
کریں گے۔" پھر عاشق کے دیکھنے پر آہستہ سے بولی  
"گھر میں۔" اور وہ بیٹے ہوئے چلے گئے۔

"یار غزل! آؤ اب آتے ہیں اپنے پیچ رنگ روپ  
میں۔" نمونے چھوٹی سی دیوار کے دوسری طرف گئے  
آؤ کے پیڑ پر گئے سرخ سے آؤ کوں پر لچلی ہوئی  
نظر ڈالی۔

"ہاں ہوں تو" فریدہ بھاگ کے ذرا دیکھو تمہارے وہ  
دانش صاحب ہیں کدھر؟" غزل مڑاؤ میں تھی۔  
"میں ان تو کبھی نہیں ہیں۔ گاڑی کھڑی ہے اندر  
کبھی ہوں گے۔ کیٹ پر چڑھنا رہا ہے پر سو یا  
ہو؟" واپس آگراں سے رپورٹ کی۔

"بھاگ کر ایک میز اٹھاؤ۔" غزل نے فریدہ سے  
کہا تو وہ میز اٹھا لائی انہوں نے کئی آؤ توڑے۔  
"نرمالہ ذرا اوپر والی کھڑی پکڑو تم مجھ سے کہی ہو۔"

غزل نے کہا تو وہ فریدہ کو میز مضبوطی سے پکڑنے کا کام  
کرا رہی چھوٹی۔

"میں پلیٹ لے کر آتی ہوں۔" غزل نے کہا اور  
اندیشہ ہی نہ کی۔

"پانی جی! مجھے بھی دے دو۔" فریدہ نے میز پکڑے  
پکڑے بھاٹی دی۔

"پکڑو۔" نمونے آؤ اسے تھمیا۔ وہ مزے سے  
میز چھوڑ کر کھانے لگی۔ نمونہ سب سے اوپر کی مشی  
پکڑنے کو آگے ہوئی تو میز بہت زور سے ہلا۔

"میں لڑکی! میز تو پکڑو۔" وہ چیخی۔  
"تو یہ پانی! اتنی ذرا پوک ہو آپ۔" فریدہ نے منہ  
بٹا کر میز پکڑا۔

"ویسے ایک بات ہے جتنا مزدوروں کھانے میں ہے"

بازار سے منکوا کر کھانے میں نہیں۔" نمونے مزے  
سے کھا۔

"پانی جی! ذرا اور اگر دوسرے کھرے تو میں تو پھر  
تو اور بھی مزہ راہو تے ہیں۔" فریدہ نے کہا۔ وہ ابھی  
تک سب سے اونچی فنی کو پکڑنے میں مصروف تھی۔

بالکل اچانک اس کی کھالی مضبوط ہاتھ کی گرفت میں  
تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"  
مارے خوف کے اس کی آواز حلق میں گھٹ گئی۔  
دانش کی توانہ سے ہی فریدہ سر پر پاؤں رکھ کر اندر کی  
طرف بھاگی۔

"چوری کر رہی تھیں؟" فیل پولیس یونیفارم میں  
دانش کا بھرپور اور گرفت و فیل سخت تھی۔  
"نہ۔" میں تو میں تو دیکھ رہی تھی۔" اس کا رنگ  
زرد ہو گیا تھا۔

"کیا دیکھ رہی تھیں کیا پہلے بھی آؤ میں  
دیکھے۔" اس نے زبٹ کر کہا۔

"میں نے توڑے تو نہیں ابھی تو کیے ہیں۔" اس  
نے اپنی کھالی چھڑانے کی سی کی آنکھوں میں پانی اتر  
آیا تھا۔

"تو کیا یہاں کھڑی کچے کا انتظار کر رہی  
تھیں۔" اس کے چہرے کے اثرات اتنے سخت تھے  
کہ نمونہ کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ دانش کو اس کی حالت دیکھ  
کر بھی آری گئی۔

"جاکو۔" اس نے ایک جھجکے سے اس کی کھالی  
چھوڑی "اور خیراوار آئندہ اس طرح آؤ تو زلی نظر  
آئیں۔"

وہ اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سر ہٹ بھاگی  
تھی۔ وہ مسکرا رہا ہوا تھا۔

"پانی جی! دیکھو۔" وہ دل پر ہاتھ رکھ کر حیران  
سے نمونے پر گری تھی۔

"تم نے کچھ نہیں سمجھا لیا؟" فریدہ  
آتے ہی انہیں سب بتا چکی تھی۔ رشید نے حسب  
عادت مشورہ دیا۔ غزل نے غور کرنا سے سیکھا۔  
"تو بھائی کا ایک ہاتھ دانش صاحب نے پکڑا تھا اور

دوسرے میں آؤ تھے۔" فریدہ نے اس کی ساڑھی لپی۔  
"کھڑی رہتی تو وہ میرا گھانا نہ دیا ہوتا۔" پانی نے بے  
بدھہ ہنسنے کوئی روٹا تو بہت ترپا تھا کہ وہ پکلیں جھپک  
جھپک کر آنسو روک رہی تھی۔

"تک لٹ اڑی۔" کچھ نہیں ہوا۔ "غزل نے  
آہستہ آہستہ اس کی کھالی سلائے ہوئے کہا جہاں پر  
نشان بڑھ گیا تھا۔

"میں بھائی سے شکایت لگاؤں گی اس کی۔" اس  
نے بھولی طرح روٹھ کر کہا۔

"پاکل ہوئی ہو۔" رشید بے اختیار اس پر پی تھی۔  
وہ غلے سے اسے گھورنے لگی۔

"میں بالکل پورا ہوا ہوں گی۔"

نمونے رشید کا ہاتھ پکڑ کر کہا وہ تھیل اپنے اپنے بیگ  
تیار کیے کھڑی تھیں۔ عاشق بھائی کب سے گاڑی کے  
گلے دروازے پر پاؤں لگائے ان کے اگلاوی سین کے  
انتہا کا انتظار کر رہے تھے۔

"ایسا بھئی تم کی ملک عدم تو میں سدھار رہے ہمیں  
ہیں آجیا کرنا جب دل چاہے یا ہمیں بلایا مفلون پر تو  
دروازہ ہونگی۔" رشید نے کھلی دی۔

"تھی بار کما ہے" ذرا ٹونگ سیکھ لو" جمیں  
سولت دھو جائے گی۔" فریڈ نے کہا۔

"ذرا آئیے جگ؟" جمیں بھجے ڈل گیا ہے۔"

"تو وہ پورا ہو بھی تو پورے سیوں کے ہاں مل جائے۔"

غزل نے اس کے گلن میں کہا۔ وہ بس کھور کر رہ  
گئی۔ ان کے جانے کے بعد کھرا بالکل ہی سونا ہو گیا  
تھا۔ پورا دو باؤں کر گئی جمیں وہ پیچڑی تیار ہی تھی  
اسے مزے سے کی کھی مسارا سارا ان کے انجائے لیا تھا۔

وہ ایک کے بعد دوسرے کھرے میں یو تھی کھوتی رہی۔  
پہاوان کو زار نہای مشکل ہو گیا تھا۔  
"میں تانی کیوں نہیں کرتی ہو۔" پہلے تو تمہاری زبان  
لوٹ چکی تھی۔" وہ فریڈ پر لٹ پڑی۔

وہ لڑائی جی اگر چیل چیل بدل کر دیکھنے لگی۔  
"پلو میں سو پلو لڑاؤں۔" عاشق بھائی نے اس  
کی حالت دیکھ کر کہنے لگے۔

"میں بھائی! آپ میرے پاس بیٹھو۔" اس نے  
ان کا ہاتھ قدام کہا تو وہ اس کے پاس کٹن تھیت کر  
بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے" تم کوئی شہادت کورس کر لو اس  
طرح تو واقعی وقت گزارنا مشکل ہو جائے  
گا۔" انہوں نے کہا۔

"آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" اس نے  
اچانک کہا۔

"میں سے پہلے کیسے سوچ سکتا ہوں میں اپنے  
لیے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے میں آپ سے پہلے کروں  
گی" جب تک اس کھر میں آپ کا خیال کرنے والی  
نہیں آجاتی میں کبھی نہیں جاؤں گی۔" اس نے قطعی  
لے بیٹھ گیا۔

"پاکل ہو پاؤں۔" انہوں نے ہنس کر اسے چلنا  
چاہا اس نے اپنے بارے میں تو بہت پہلے ہی سوچنا بند  
کر دیا تھا۔ جمیں احساس ہوا تھا کہ اب ان کے سر  
پر کسی نہ شفقت کا ہاتھ کا سایہ نہیں تھا ہوا سورج

جسے اور نہ ہی کسی کی دعاؤں کی چھایا ہے ہوا انہیں اس  
کوڑی دھوپ سے بھانک سب ہی تھے ماسوں پچا کر  
وہ تھما چل رہے تھے جب نمونہ لانا اور عمر کا نام لے  
لے کر کھانچا لی وہ وہاں سے سر کلر کر دوتے تھے مگر

پھر انہیں احساس ہوا کہ کوئی ایسا نہیں جو ان کے لئے  
سایہ دار چھریں سکے وہ مڑتے انہیں اسے ہی سہارا دینا  
تھا شور کوئی اور نہ ہو سکتی۔ وہ دنا چاہتے تھے اتنا کہ

سارے سندر رباب بھر جائیں۔ اور ان کے اور نمونہ  
کے آنسو ساولن کی بنیادیں جائیں مگر کبھی کبھی ہی مڑ  
ہو تھی اذیت ناک ہو گئے انہوں نے سارے آنسو

اپنے اندر چھپالے اور نمونہ کے لئے بھائی ہی نہیں باب  
بھی بن گئے۔ نمونہ کا وہ در جب ان کی عمر کے لئے  
مڑاؤں پر مڑنا سہیل ڈوڑا تے اور ہر ذرہ باری سے

دور دوستوں کے سنگ شایں بتاتے۔ ان کی

چودھڑ کا دور تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو بھائی؟" "نہو نے اس کا کندھا ہلایا۔

"کچھ نہیں" "فردہ سی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر آئی تھی۔

"آج صبح یہ بتا میں رعبہ کیسی لگتی ہے آپ کو؟" "اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

"اچھی ہے" "اچھی لگتی ہے" "وہ اس کے سوال پر الجھ گئے۔

"صرف اچھی؟" "وہ منہ کر رہی۔

"پاپائت اچھی ہے کیونکہ سی زندگی کے ایک ایک لمحے سے خوشی کا شعلہ کرنے والی۔ ہنگاموں کی شوقین۔"

"نہوں نے ذرا تسلیل سے بتایا۔

"تو کیا ہمارے اس گھر میں پہلے سناٹے کو توڑنے کے لئے اس جیسی بنگار پرور لڑکی کی ضرورت نہیں؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ کہ میں اسے اپنی بھانجی بنانا چاہتی ہوں۔"

"اس نے صاف گفتگو میں کہا۔

"کیا فضول بات کر رہی ہو نمرو؟" "نہوں نے بڑا کر کہا۔

"یہ فضول بات ہے۔" "وہ جھج اٹھی۔

"وہ آپ کو پسند کر گئی ہے چاہتی ہے آپ کو اور آپ کے نزدیک یہ فضول بات ہے۔"

"نمرو! میں نے ایسا بھی نہیں سنا۔" "وہ پہلے سے ہنسنے لگی۔

"تو اب سوچ لیں۔ کون سا بھائی جا رہی ہے۔"

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے" "اور یہ بالکل ہوگا۔" "وہ ہنسنے لگی۔

"پولی" "آپ کو اس کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ آپ اس کے بارے میں سوچیں گے۔ آپ اس کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔"

"وہ اس کے سامنے گفتگو کے عمل بیٹھ کر بیٹھ گئی۔

سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

\* \* \*

"نہو نمرو! آصف بھائی آگئے ہیں" "فون پر رعبہ نے اسے اطلاع دی۔

"کیا خالی ہاتھ ہی۔" "اس نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ہاں آگئے تو خالی ہاتھ ہی ہیں" "خدا کے فضل سے مگر وہ خالی ہاتھ چائے نہیں چاہتے۔" "رعبہ نے کہا۔

"ہاں تو کیا کچھ؟"

"ہاں بالکل شارت نوٹس پر شادی کرنا ہے" اور ساری تیاریاں رہتی ہیں تو فوراً آجیو۔"

"اس نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا۔ وہ جب وہاں پہنچی تو فون بھی موجود تھی اور وہ اور رعبہ فریڈ کو گھر میں لے گئی۔

"یہ کیونکر گھر میں چپ کہ وہ ڈھٹائی سے گیت سننے ہوئے کیسا زار رہی تھی۔

"آپ تو ڈانٹنا شروع کر دو۔" "نہو نے اس کے سامنے سے پیٹ اٹھائی "ترم کو بے چارے آصف بھائی۔"

"مگر تو کہتا ہے تم مجھے ایسی ہی اچھی لگتی ہو۔"

"اس نے معصومیت سے کہا۔

"کب کب۔" "کہا تھا۔" "وہ اس کے گرد ہو گئیں۔ اس کے چہرے پر رنگینی رنگ بکھرے تھے جس ڈھٹائی سے ہنسی رہی۔

"تم فون آئیں آصف بھائی؟"

"نہو نے فون سے پوچھا تو اس نے فون میں سر ہلایا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔

"نہو نے فون سے پوچھا۔



"نہ یہ تب کہدھر جا رہے ہیں۔" نمونے  
اجانگ گما۔ اس کی تو تمام تر توجہ راستوں کی طرف  
گئی۔

"بولیں ایشین۔" جواب بہت لاپرواہ انداز میں  
دیا گیا تھا کہ وہ جی نہیں۔

"ایک گلی کا کہ ہے آپ کو؟" غزل نے پوچھا۔  
"جی اپنے بچہ پٹھانے ہیں چار بند۔"

"گت گاڑی دو تین۔" ہمیں نہیں چاہا آپ کے  
ساتھ۔ "نمونے گھر کر گیا۔"

"جیب" اس نے ڈٹ کر کہا۔  
"وہ جیسے آپ مذاق کر رہے ہیں۔" فرید نے

پوچھا۔  
"میرے اور آپ کا کون سا مذاق چل رہا ہے۔" اس کے

ہاتھ پر ٹھکن کی پڑی۔  
"تھرکوں؟" اس نے جرم میں۔ "رہیہ چلائی۔"

"ہاں۔" ہے بچہ کو اس کی فرو جرم سے آگاہ تو کرنا  
ہوتا ہے تو نہیں۔

"نہ ایک" آپ لوگوں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا یعنی  
میں ایس بی ڈاٹس اور اسٹارک۔

"مگر وہ تو۔" فرید نے کچھ کہنا چاہا۔  
"خاموشی سے میری بات سنیں۔" اس نے ڈانٹ

کر رکھ دیا۔  
"نہ وہ مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنا گیا۔"

"قل۔ قل۔" اب تب مجھے جھٹکا میں گی۔ وہ  
چاہے میں ڈہرائے کی سازش کسی کی تھی؟ "اس"

نے کڑی نظروں سے نمونہ کو گھورا اس کا چوڑا زرد ہو گیا  
تھا۔

"اور نمونہ بی بی آپ پر تو چوری کا الزام بھی ہے"  
چوری کی سزا جاتی ہیں آپ۔ "وہ اس کی طرف ذرا سا

جھک کر اس کی کڑی کانٹے پتھوں کو دیکھ کر بولا۔ نمونہ  
آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

"دیکھیں مسٹر ڈاٹس! یہ سب آپ کو زہن میں  
دبنا۔" فرید کو تھوڑا تھوڑا زرد بھی لگ رہا تھا۔ کہیں بچ

کی بات سن کر ڈاٹس نے بہت زور سے قہقہہ لگایا ان  
معموموں کے دل کچھ اور ڈوب گئے۔

"کچھ اسی قسم کے الزامات آپ پر بھی عائد ہو سکتے  
ہیں۔" غزل نے کہا۔

"مثلاً۔" اس نے دوپٹی پل۔  
"مثلاً۔" ہمارے پیروں سے جوس پینا۔ "رہیہ

فورا سب مل رہی۔"  
"نہ کرب آتی جوس گئی تو نہیں۔"

"دوسرے یہ کہ معصوم لوگوں کو ہراساں کرنا ان  
کے سامنے ہی گھر میں۔"

غزل کی بات پر وہ ہنستا چلا گیا۔ نہ وہ ان کی باتوں سے  
فراہ سوچ رہی تھی۔ وہ خاندان بھر کی باتیں بک

ہٹائی کی پریشانی اس سے پہلے کہ وہ وہیں لڑھک  
جائی۔ گاڑی ان کے گھر کے سامنے ٹھکی۔

"تب کی دیکھ لیں خاصا تیز فکس ورنہ۔" وہ نمونہ  
کی طرف دیکھ کر بولا اور وہ سب اس ورنہ سے پہلے ہی

سب چھوڑ چھاؤں پر نکل کر گھر کی طرف بھاگی تھیں۔  
وہ زرب مسٹر انکا گاڑی آگے بڑھنے لگا۔

نہ تو جانتی ہوئے پر لڑھک گئی۔  
"ارے کوئی کیل لائے۔" رہیہ نے دل پر ہاتھ رکھ

کر دکھائی دی۔  
"میرے ہاتھ پاؤں میں جان نہیں ہے۔" فرید

جھپ سے ٹکڑ ٹکڑ پر بیٹھ کر بے جاے سانس لینے  
لگی۔ تب ہی فرید آئی۔

"بائی بی آپ بولو آگئے۔"  
"ہاں آگئے مگر پہلے بی بی کو بی بی لڑاؤ۔" غزل نے

کہا تو وہ نمونہ کا زرد چہرہ دیکھ کر پانی لینے لگی۔  
"اسحق ہو باگل۔" وہ گولی جی جی جانے لگا

تھا۔ "غزل نے سلمان سائیڈ میں پل پر رکھ کر نمونہ  
کہا۔

"اس گاڑی بھڑسا تھا۔" وہ اپنی ڈری ہوئی تھی۔  
"نہیں بچی، وہ واقعی خفہ رنگ ہے اب نہ تو تیریں

سے اس کے گھر جاتا ہے نہ آؤ تو نہ ہوں ہیں بلکہ  
اس کے بارے میں کوئی بات بھی نہیں کرنی۔" رہیہ

"سب گھر بھی چلو۔" ماما پریشان ہو رہی ہوں گی۔"  
فرید نے کہا۔

"ایک ایک دوپٹا کیسی کی تلاش میں لگتا ہے تو۔  
کو" اور گھر فون کرنا۔ ڈرائیور کو بھیج دیں

"کے" "نہ سچے کہنا تو وہ فون کرنے کے لئے اٹھ گئی۔  
"آپ لوگوں کو ہوا کیا ہے؟" کہیں ڈاٹس صاحبہ تو

نہیں مل گئے تھے؟ انہیں دیکھ کر ہی آپ کی حالت ایسی  
ہوئی ہے۔ "دو سب فرید کے درست انداز سے پر

اسے گھور کر رہ گئیں۔  
تھوڑی دیر میں ڈرائیور آکر انہیں لے گیا عاشر

بھائی ایسی تک نہیں آئے تھے۔ وہ ان کے انتظار میں  
لان میں بیٹھے گئے۔ اندھیرا چار سو بجنے لگا تھا۔ فرید

نے دوپٹے گھر کی روشنی چلا دی تھیں اور پھر بچن  
شد میں آئی تھی۔

"بی بی صاحبہ آپ کو کوئی صاحب ملے آئے  
ہے۔" اگلے تیرے گریٹ سے نکلا۔

"مجھے؟" خدا آخر کرے۔ بھائی بھی نہیں آئے۔ "وہ  
پریشان سی گریٹ کی طرف آگئی عواش کو دیکھ کر فرید"

پلٹ گئی۔  
"سک تو۔" وہ دو قدم آگے بڑھ کر گریٹ کے اندر

آ گیا۔  
"یہ اپنا کچھ سالان آپ وہیں بھول گئی تھیں مجھے

ایک کہنے ہیں۔" جھٹلائے پڑے اور لڑے پریشانی۔"  
"کلی سیر سالان پڑاؤ۔" اس نے ہنسنے سے کہا۔

"وہیے خدا خواست آپ کی شادی تو نہیں  
ہو رہی۔" اس نے نمونہ کے لہرائے۔ "وہیے ٹھنڈی ہوا

کے جمو ٹکڑے پریشان ہوئے چلوں اور اس کے  
گٹے میں بی گولڈن بچن کو اس بائیس کے کچھ کچھ

کر پوچھا تھا۔ "نجانے کیوں اسے اپنا ہی لہجہ انہی لگا  
تھا۔"

"موصاحب! ابھی تو مارا بی بی بوت جھوٹا ہے۔" ہمیں  
تو مارے لالا عاشر کا دمن آئے گا پچھلی بی بی باری آئے

گا۔  
"یہ خدا! یہ کسی قسم کے ملازم رکھ لیے ہیں بھائی

ڈاٹس نے ایک نظر اس کے ہراساں سے چہرے پر  
ڈال دیا اور پھر پٹھانے کچھ کے چاہا۔

\* \* \*  
دو سال کا عرصہ جیسے پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔ کبھی

کبھی وہ سوچتی کہ وقت اسے دامن میں کیا کچھ سمیٹ  
کر لے جاتا ہے۔ کہیں کہیں شہر سے ہونے کیسے آئے

پیارے لوگ اس کے بچہ چاندنی کی بھی اتنی  
تھیں ہوئی تھیں۔ گو لڑا قاتل رہیں مگر وہ پہلے ہی

بات کہاں رہی تھی۔ غزل نے خطاب پر تیرہ گئی تھی  
ایڈیشن آیا تھا۔ بی بی ہاسٹل سے گھر آئی تو ملاقات ہو جاتی

فرید کے امریکہ سے۔ کبھی کبھار فون پر اس کی خیریت کی  
بند ہو گئے۔ بس کبھی کبھار فون پر اس کی خیریت کی

اطلاع ملتی۔  
پھر وہ بھی شوشی ہرام کہنے والی۔ گھر اب لگتا تھا

کہ وہ خود رہتی ہے یا پھر اس محبت پر جو اس نے عاشر  
سے کی تھی اس سے عاشر بھائی کے خوالے سے بات

کرنا چاہتی تھی وہ بول ہو جاتی تھیں کچھ سنائی نہ ہو۔  
"ہاں جھک سے ہاں محبت کوئی جھک میں ملنے والی

چیز تو نہیں۔" آفرانہ اور خود ہی بھی کٹی پڑے۔  
نمونہ سوچتی دیکھتی تھی اور کڑھتی رہتی۔ ہر کئے والا وہ ان

اس کی ہنسی کا رنگ کچھ اور پیکا کر رہا تھا اور نمونہ سوچتی  
رہتی۔

"کہیں کر رہے ہیں عاشر بھائی اس طرح۔" کوئی ایسا  
بے حس جس ہو گا جو یوں جھٹکوں کے وجود کی گئی

کرے۔ نہ وہ ابھی رہتی وہ انہیں اپنے رہتے۔ سول  
کے ساتھ اس کی ابھی فرید شب بھی گھر سے کبھی یہاں

ہوتی، کبھی اسلام آباد اور پھر وہ بے ٹھنڈی تو نہ تھی جو  
غزل فرید اور رہیہ کے ساتھ تھی۔

غزل نے اسے بہت زور دیا تھا کہ وہ بھی پیوند رشتی  
میں ایڈیشن لے لے کر اس نے محسن اس وجہ سے کہ

عاشر بھائی اس کے جانے کے بعد اکیلے رہ جائیں  
گے انکار کر دیا تھا۔

کبھی رشتہ آجاتا تو وقت اچھا گزر جاتا وہ لان میں  
بیٹھے ہوئے ان خوبصورت دنوں کو دہرائیں۔ ڈاٹس

کے ساتھ ہونے والے ٹاکرے کو یاد کر کے وہ ہنسی



رہیں۔  
 "کمال ہوتے ہیں آج کل یہ ایسے پلی صاحب؟" ریدہ پوچھتی۔  
 "میں ہوتے ہیں۔" نمونہ ہنس کر کہتی۔ وہ اکثر آتا تھا عاشر سے ملنے اگر نمونہ سارا ہو گا تو اس رسی کی بات چیت ہوتی۔  
 "نمونہ! مجھے قریب کی طرف سے کینیڈا بھیجا جا رہا ہے۔" ایک دن انہوں نے کسی عاشر بھائی نے کہا تو وہ اچھا کہ گردہ بارہ نائے میں مصروف ہو گئی اسے پورا یقین تھا کہ انہوں نے انکار کر دیا ہو گا مگر اس کے ہاتھ سے کاناڑا بایا جب انہوں نے کہا۔  
 "میں سوچ رہا تھا کہ اس سے پہلے تساری شادی۔" وہ شہرہ رسی ہو گئی۔  
 اگر وہ نہیں اور کھنڈ نہیں تھے تو پھر یہ فرار ایسی سنگدل کیا دیا وہ تو پھر دیکھ لیتے ہیں۔  
 "ایسا سوچے گا مجھے مت دیکھے ابھی شادی نہیں کرتا۔" وہ بے رخی اور جھنجھکی سے کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔  
 "نمونہ ریدہ! اس شخص کا انتظار مت کرو وقت نے اسے پتھر کر دیا ہے۔ اب تمہارا دنیا کی کوئی محبت بھی اسے پھلنا نہیں سکتی۔" اس نے ریدہ سے فون پر کہا۔  
 وہ اب میں ریدہ نے بے حد خاموشی سے ریدہ پر رکھ دیا نمونہ کتنے لمبے سو رو گھوڑی رہی۔ پھر ماما اور پیپا کی تصویر پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔  
 \* \* \*  
 کئی بار تیل کے بان دوہہ کسلندی سے بڑی رہی۔  
 "نجانے کل شیر کمال سر کیا؟" ریدہ کن میں تکی لگی۔ وہ بیڑ پر نیم دراز منہ پر کتاب رکھے کان بند کر کے بڑی دہی بیڑہ دم گردوا رہا تھا۔  
 "فون ہے؟" اس نے بے زاری سے پوچھا۔  
 "میں نمونہ! والاش کی آواز سن کر گردہ پڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ یوں بھی اس کے بیڑہ دم تک نہیں آیا تھا۔  
 "س نے فوراً" روزانہ کھولا۔  
 "میں نمونہ! میرے ساتھ آئیں۔" اس کے سنجیدہ

لپے میں کوئی ایسی بات تھی ضرور کہ وہ بولی گئی۔  
 "خیریت تو ہے نا؟" اس نے گہرا کراس کا چوڑا کھوجا۔  
 "جی۔" عاشر کی گاڑی کا ایک ہیٹنگ ہو گیا ہے مگر فکر کی کوئی بات نہیں معلوم چڑھیں ہیں۔ کپ میرے ساتھ چلیں۔"  
 اس نے اپنے لیے کوئی لاکھان مارل رکھنے کی کوشش کی۔ مگر نمونہ کا پورا دودھ کانٹ گیا۔  
 "وہ سچی سچی انکھوں سے اسٹوٹے گئی۔  
 "میں نمونہ! اس نے وہاں اسے نکالا۔ ہمیں ہسپتال جانا ہے۔" نمونہ بولنے کی کوشش کی مگر آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔  
 "نمونہ! ہوش میں آؤ۔ ہمیں فوراً ہسپتال جانا ہے۔" والاش اس کے قریب آ کر زور سے بولا تو وہ جیسے اچانک ہوش میں آئی۔  
 "کیس۔ کپ حلق کر رہے ہیں بھوت بول رہے ہیں نا؟" وہ اس کا بازو پھجھوڑ کر دیتی وہ پتھر پریشان سا ہو گیا۔  
 "نمونہ! دیر مت کریں میں نے آپ کے ساموں کو بھی فون کر دیا ہے۔" وہ اس کے ساتھ دوڑتی ہوئی گاڑی تک آئی۔ والاش بہت تیز ڈرائیونگ کر رہا تھا کیونکہ نمونہ کی حالت حد درجہ خراب رہی تھی۔  
 "نمونہ! بچو! خود کو سنبھالیں۔" آخر اسے کتنا بڑا نمونہ نے یہ آخری الفاظ ڈوبے ہوئے ذہن سے منے جب اسے ہوش آیا تو پریشان سی ریدہ اور ماما جان اس کے پاس آ بیٹھی تھیں۔  
 "کمال ہیں؟ کمال ہیں عاشر بھائی؟ ریدہ! انہیں کچھ ہوا تو نہیں نا؟" ریدہ نے پوچھی۔  
 "وہ کسی طرح بھی قابو نہیں ہوئی تھی۔ ریدہ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ خود ریدہ کا دھج ہوئے ہوئے کپیا رہا تھا۔ گردہ تو کھل کر رو سکتی کی اور نہ ہی ایسی بے باک کا انتظار کر سکتی تھی۔  
 "میرا ان کے سوا کوئی نہیں ہے ریدہ! وہ اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔  
 "آپ تو جانتی ہیں نا؟" پہلے بھی ایک

قریب سے نہیں جانتی تھی۔  
 "نمونہ! کمال کرنا اس سبہ وقوف کو گھر چھوڑ آؤ" دیکھو تو کیا حالت کر گئی ہے اپنی۔" عاشر بھائی نے پیار سے اسے گھورا۔  
 "جیسے نہیں جانتا ہے بھائی۔"  
 "پیارے بھائی! میں غافل۔ میں بہت ڈسٹرب ہو جاتا ہوں نہیں یوں دیکھ کر کھرجا کر اپنا حلیہ ٹھیک کر۔ پوری ٹیبلو۔ کل پھر آجائے۔" انہوں نے رساں سے چھبھا۔  
 "مگر آپ کیس؟" اس نے کچھ کہنا چاہا۔  
 "سب لوگ تو ہیں میرے پاس۔ کوئی بھی رک جائے گا۔ تم میری فکر مت کرو مگر میں تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ اس طرح تو تم خود کو تیار کر لو گے۔" انہوں نے کہا تو وہ ان کی پریشانی کے خیال سے ہل گئی۔  
 "خود کو تھوڑا مسیور رکھا کریں نمونہ! زندگی میں ایسے چھوٹے موٹے حادثات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔" گاڑی چلاتے ہوئے والاش نے سرسری سے انداز میں کہا۔  
 "کپ کو کیا معلوم والاش صاحب! یہ چھوٹے موٹے حادثات ہمارے کیا کچھ نہیں لیتے ہیں۔" نمونہ نے نیچے نیچے لپکے لیے کسی کما تو وہ جب سا ہو گیا۔ ان کی زندگی میں دو ماہ ہونے والے حادثے سے وہ پوری طرح اکھڑا تھا۔  
 "نمونہ! مگر کے سامنے اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ پھیلا دی تھا کہ وہ پل اٹھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔  
 "کچھ نہیں۔" وہ مین سامنے دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولا۔ "میں صبح جاتے ہوئے کپ کو لیتا جاؤں گا۔" نمونہ نے غصی سر ہلا کر اتر گئی۔ آج نہ تو والاش کے چہرے پر جھنجھکی تھی اور نہ وہ عجب بلکہ ایک خاموش سا ناظر تھا۔  
 "بھائی! بھائی! جی کیسے ہیں؟" ریدہ نے بے تابلی سے پوچھا۔  
 "ٹھیک ہیں۔ کچل شیر کمال ہے۔" اس نے آہستگی

سے پوچھا۔  
 "تو ابھی ابھی ہجرت کیا ہے۔ صاحب جی کو دیکھنے کے لیے۔" "تو ابھی ابھی ہجرت کیا ہے۔" "تو ابھی ابھی ہجرت کیا ہے۔" "تو ابھی ابھی ہجرت کیا ہے۔"

"اب اس کا نام تھا سدا سے دوست کا ہاں عاشق کیا حال ہے اب اس کا؟" رات کے کھانے پر مرزا شاہد حضور نے داخل ہو چھا۔  
 "اب تو بالکل ٹھیک ہے بس چند دنوں تک ڈسچارج ہو جائے گا۔" دانش نے جواب دیا۔  
 "اچھا ایسا ہے تاکہ اب رسول کی فلاحیت سے ہم لوگ اسلام قبول جا رہے ہیں۔"  
 "مما! اپنی جلدی ہے ابھی چند دن پہلے ہی تو آپ آئی تھیں۔" دانش نے کانٹا چھوڑ کر تار آگسی سے انہیں دیکھا۔  
 "اور ان چند دنوں میں کتنے لمبے قے ہمارے ساتھ گزارے ہیں۔ ہم انہیں پر گن سکتے ہیں۔" انہوں نے بھی خفگی کا اظہار کیا۔  
 "مما! مائی سوٹ ممما! آپ جانتی تو ہیں۔ میری جاب کسی ہے۔ تقریباً چوبیس مہینے کی ڈیوٹی ہے اور فرض میں کوئی کوتاہی ہو۔ یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔"  
 "کی تو مائی سن۔ تمہاری اس جاب کے لیے جس طرح میں نے تمہارے بھیا کو کنوئیں کیا ہے یہ صرف میں جانتی ہوں۔"  
 "مگر یہ مائی! امما اور بھائی ایک محض تقریباً روز ہی ٹھیکے کی میز پر ہوئی تھی۔" رسول نے ہنس کر کہا۔  
 "ظاہر ہے تمہارے لیے اسٹینڈ نہیں لیں گی تو کون لے گا۔ مگر پھر بھی ایک احساس تو ہوتا ہے تاکہ میں کچھ جاؤں گا تو آپ بخیر ہوں گی۔"  
 "آئی تھیں ممما! اب بھائی کا انتظار کرنے والی بھی لے لی ہے آئیں۔ کیوں بھائی۔" رسول نے شوخی سے کہا۔  
 "ہاں خیال تو ٹیک ہے۔" اس کی آنکھوں میں

ایک سسکی سسکی صورت اتر آئی تھی۔  
 "دانت اس کا مطلب ہے کوئی ہے؟ کون ہے؟" رسول نے ہنسنے سے کہا۔  
 "تم نے کس نے کہا کہ کوئی ہے؟" وہ زیر لب مسکرایا۔  
 "تو اب لاکھ چھائیں مگر کوئی ہے ضرور اور اس بات کی کوئی ٹیپ کی آنکھیں آپ کا چہرہ تپا ہے۔" "اچھا تو اب تم چہرے پر ہنسنے لگی ہو۔" اس نے ہنس کر بات ڈالنا چاہی۔  
 "کی وہ نہیں نہیں ہے نا۔ دانت یا بائیں۔" رسول کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔  
 "رسول۔" وہ ہنسے ہوئے گھر پر گھبراہٹ سے بازو دھرتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا تھا۔  
 "اچھا ٹھیک ہے اگلی بار جب ہم لوگ آئیں گے تو کوئی نہ کوئی فیصلہ کر کے ہی چائیں گے۔ تم اپنی طرف سوچ لو۔" مرزا شاہد نے اسے ہنسنے سے روکا۔  
 "نئے آسمان کو دے تاکہ یہ راستے۔" رسول اس کی طرف جھکی۔ جو اب اس نے چھری اٹھائی تو وہ مہاسی ہوئی ہنسا لگی۔  
 روشنی میں انہوں نے ایک عجیب مقدمے کے ذمہ کی رستے میں پہنچنے والے کانٹوں کو راہ سے ہٹانے میں ایک ایک ٹھکے سے تسلی دینے میں خوشیوں میں بکڑنے میں ہنسنے چکاتے ہیں۔  
 "مگر کھنڈ دیتے ہیں۔" مگر کھنڈ دیتے ہیں اور لے دیتے ہیں۔  
 "اور لے دیتے ہیں۔" اور لے دیتے ہیں۔  
 "کسی بھی چیز کو کل کرتے جاتے ہیں۔" اور گزر کے گلشن میں ابرین کے رستے ہیں۔  
 "میرے سمندر میں کشتیاں چلاتے ہیں۔" یہ نہیں کہ ان کو اس روز شب کی کاش کا پتھر صلہ نہیں دتا۔  
 "میرے والے آہوں کا خون ہمارے ہاتھ میں دھنکی کے دامن میں جس قدر بھی خوشیاں ہیں

سب سے پہلے آتی ہیں۔ سب سے پہلے آتی ہیں۔ سب سے پہلے آتی ہیں۔ سب سے پہلے آتی ہیں۔  
 "رسول۔" وہ ہنسے ہوئے گھر پر گھبراہٹ سے بازو دھرتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا تھا۔  
 "اچھا ٹھیک ہے اگلی بار جب ہم لوگ آئیں گے تو کوئی نہ کوئی فیصلہ کر کے ہی چائیں گے۔ تم اپنی طرف سوچ لو۔" مرزا شاہد نے اسے ہنسنے سے روکا۔  
 "نئے آسمان کو دے تاکہ یہ راستے۔" رسول اس کی طرف جھکی۔ جو اب اس نے چھری اٹھائی تو وہ مہاسی ہوئی ہنسا لگی۔  
 روشنی میں انہوں نے ایک عجیب مقدمے کے ذمہ کی رستے میں پہنچنے والے کانٹوں کو راہ سے ہٹانے میں ایک ایک ٹھکے سے تسلی دینے میں خوشیوں میں بکڑنے میں ہنسنے چکاتے ہیں۔  
 "مگر کھنڈ دیتے ہیں۔" مگر کھنڈ دیتے ہیں اور لے دیتے ہیں۔  
 "اور لے دیتے ہیں۔" اور لے دیتے ہیں۔  
 "کسی بھی چیز کو کل کرتے جاتے ہیں۔" اور گزر کے گلشن میں ابرین کے رستے ہیں۔  
 "میرے سمندر میں کشتیاں چلاتے ہیں۔" یہ نہیں کہ ان کو اس روز شب کی کاش کا پتھر صلہ نہیں دتا۔  
 "میرے والے آہوں کا خون ہمارے ہاتھ میں دھنکی کے دامن میں جس قدر بھی خوشیاں ہیں

نہیں دے گی اور میں چپ کر کے ساحل پر چلتی ہوا کی سرگوشیوں سننے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ وہ اپنی محبت میں اتنی ہی آزاد ہے۔ کبھی بھی مجھے لگتا ہے کہ اس کی آنکھیں مجھے اپنی طرف بلا رہی ہیں سنو میں تمہارا آخری جزیرہ ہوں۔ اگر اس سے بھی منہ موڑ سکے تو وقت کے سمندر میں تنہا ہے رجم سرد اور کھور ہواؤں کے مہانے کب تک کھڑے نہ ہو سکے۔ کبھی نہ کبھی تو اترنے کا نام نہیں نہ میں تو اترنے کے لوہوں۔  
 اور میں تمہارا آخری جزیرہ ہوں۔  
 "اب جلدی ہے یہ سوچ لیں۔" مگر نمودائیں لے کر آئی ہیں۔  
 "رسول۔" وہ ہنسے ہوئے گھر پر گھبراہٹ سے بازو دھرتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا تھا۔  
 "اچھا ٹھیک ہے اگلی بار جب ہم لوگ آئیں گے تو کوئی نہ کوئی فیصلہ کر کے ہی چائیں گے۔ تم اپنی طرف سوچ لو۔" مرزا شاہد نے اسے ہنسنے سے روکا۔  
 "نئے آسمان کو دے تاکہ یہ راستے۔" رسول اس کی طرف جھکی۔ جو اب اس نے چھری اٹھائی تو وہ مہاسی ہوئی ہنسا لگی۔  
 روشنی میں انہوں نے ایک عجیب مقدمے کے ذمہ کی رستے میں پہنچنے والے کانٹوں کو راہ سے ہٹانے میں ایک ایک ٹھکے سے تسلی دینے میں خوشیوں میں بکڑنے میں ہنسنے چکاتے ہیں۔  
 "مگر کھنڈ دیتے ہیں۔" مگر کھنڈ دیتے ہیں اور لے دیتے ہیں۔  
 "اور لے دیتے ہیں۔" اور لے دیتے ہیں۔  
 "کسی بھی چیز کو کل کرتے جاتے ہیں۔" اور گزر کے گلشن میں ابرین کے رستے ہیں۔  
 "میرے سمندر میں کشتیاں چلاتے ہیں۔" یہ نہیں کہ ان کو اس روز شب کی کاش کا پتھر صلہ نہیں دتا۔  
 "میرے والے آہوں کا خون ہمارے ہاتھ میں دھنکی کے دامن میں جس قدر بھی خوشیاں ہیں



آپ مجھے اس طرح کیوں کہہ رہے ہیں۔ کیا میں نے ان گفتگوں کو دعوت دی تھی۔" اسے بھی فصد آیا۔

"تو کیا تمہیں پتاؤں آپ کی پاس پہنچی ہے۔"

"ہاں آپ کہہ سکتے ہیں آپ کا ہم پر احسان؟"

اس نے بہت دور سے بریک لگا لی تھی۔ اس کا سر پیش روڑے ٹکرایا۔

"تمہارے اس دماغ میں عقل غام کی کوئی چیز بھی ہے یا عقل مجھ سے بھروسہ بھرا ہے۔ ہر بات کا الٹ مطلب لیتا ہو۔" غجائے اسے اتنا فصد۔ کیوں آ رہا تھا۔ وہ سہم لگی۔

"آخر مول بھی تو گھر سے نکلتی ہے۔" اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"ہاں نکلتی ہے اور اکثر ایک ہی جگہ سے۔ مگر کراڑ کراڑ کے چرے پر چمک دیتا ہے۔ ہر بات میں انہیں اولیٰ و کمالیٰ دیتیں۔ گھر سے لڑنا ہی ہے تو خود میں اتنا احسان تو پیدا کرو کہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکو۔ یہ کیا کہ جس نے آواز لگا لی نہیں کہ تمہارا رنگ زور نہ گیا۔"

آخری الفاظ خاصے نرم لہجے میں کہے گئے تھے شاید اس کے چرے کا زور ہوتا رنگ دیکھ لیا تھا۔ دانش نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔ جبکہ وہ آسویہ ضبط کرنے کی کوشش کرتے لگی۔

"میری ماما تمہارے گھر آتا چاہا رہی ہیں۔" کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"کیوں؟" وہ بے وقوفوں کی طرح کہہ گئی۔

"یا خدا! یہ کیسے شادی کرنے جا رہا ہوں میں۔" دانش نے بے چارگی سے کار کی چھت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"شادی کرو گی مجھ سے۔؟" اس نے براہ راست پوچھا۔ وہ سوچنا نہ لگی۔

"کب... آپ کو شرم آتی چاہیے اس طرح کی بات کر کے ہونے۔"

"دیکھنا ہرگز۔" وہ چپٹ رہی۔

"بھلا شرم کا مجھ سے کیا تعلق؟ شادی تو شاید لڑکیاں ہیں۔" اس نے دھمکانی سے حیرت کا انکار کیا۔

"والش صاحب! آپ تو یوں کہہ رہے ہیں جیسے شادی کی میں آؤں کریم کھانے کی بات کر رہے ہوں۔" وہ بہت ہی طرح ہرٹ ہوئی تھی۔

"دراصل نمونہ۔" گاڑی کی کٹ کے سامنے رک گئی تھی۔ وہ بغیر کچھ کے سنے گئے سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"کیوں کیا اس نے میرے ساتھ ایسا۔ اتنی بارواں تھی میں کہ وہ یوں سڑک پر چلتے چلتے شادی کی آفر کرنے لگے۔ اتنی ہی اہمیت ہے اس کی نظر میں میری کیا سمجھا تھا اس نے مجھے۔" غصے میں وہ لگی جیسے توڑ پھوڑ کی۔

"میرے حیرت سے اسے دیکھ گئی۔"

"شاید وہ کچھ اور کتا چاہتا ہو نمونہ اور سبھی ہو۔" وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی۔ کرڑے ہاتھ سال میں اس نے دانش کو بہت قہقہے چھلایا تھا۔

"کمال کرتی ہیں کس رعبہ آپ۔" جیسا اور اس سے قہقہے کرتی تھیں۔ "وہ حیران رہ گیا اس کی بات سن کر۔" آج بھی رعبہ نے اسے فون کیا تھا۔

"نمونہ کچھ اور بھی ہے۔"

"ان کے دماغ میں عقل غام کی کوئی چیز ہو گی تو کچھ سمجھیں گی۔ مگر آپ ابھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔" جنہوں کی تمام تر شدتوں اور غلوں نیت کے ساتھ اس کی طرف بڑھا ہوں۔ "اس کے لیے کی پچائی پر رعبہ کو تو پورا یقین تھا۔"

"مگر اس بات کا ثبوت۔"

"بہت جلد مل جائے گا۔" دانش نے براہ راست جواب دیا تھا۔

اور اگلے ہی دن سبز شاہدہ اور مولیٰ مٹھائی کے ٹوکروں کے ساتھ موجود تھے۔

"لو اب ہاتھ۔" وہ جیسے پورے عزت و احترام کے ساتھ اپنا ہاتھ دیتا ہے اور کم سے خواہ مخواہ شور مچا کر کہا۔

"رعبہ نے کہا۔"

"جی بخیر۔ اب باتیں کون سا جلا کر دیا تھا ہمارے معصوم سے بھائی کہ سوچنے کے بجائے ہمارا اسلام آباد کا لڑپا ہی مٹھوں کر دو۔"

"مولیٰ ہنسی کھکھلائی لہندہ لگی۔"

"معصوم اور وہ بھی تمہارے بھائی۔" نمونے حیرت سے انہیں پچھلا سیں۔ "گور میں کیوں جاؤ گئے گی۔ میں کوئی ایسی ہوں۔" وہ منہ پچھلا کر بولی۔

"ہمیں پتا ہے۔ آپ ایسی نہیں ہیں بلکہ وہی ہیں۔" وہ نمونے کی ہانپ پر ہنسنے لگی۔ رعبہ جانے کا کہنے کے لیے ہار نکل گئی۔

"فکی کا کیا مطلب؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"بہت باری بہت کیوت۔" مولیٰ نے اس کی ٹوکری چھو کر کہا تو شرمائی۔ سن میں بلی بلی پچھل کا احساس ہوا تھا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آئی۔ دانش میرا بہت احسان دوست ہے اور میں اسے بہت قہقہے سے جانتا ہوں۔ آپ کی جلی کے بارے میں بھی میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"تو پھر میں ہاں بھولوں۔" سبز شاہدہ منکرو نے مسکرا کر کہا۔

"نمونہ جیسا میری صرف ایک ہی بیٹی ہے جو کچھ دیکھو بیٹا میری رخصت ہو کر چلی جائے گی میں نے ہمیشہ اپنی بیویوں کو اپنی بیٹی کی طرح چاہا ہے۔ نمونہ میری بیٹی کی طرح سب میرے گھر میں آئے گی تو ہر طرف روشنی ہو جائے گی۔"

"آئی آپ تو جانتی ہیں۔ ہمارے والدین۔"

"ہاں مجھے دانش سب بتا چکا ہے۔ واقعی بہت دکھ کی بات ہے۔"

"انہوں نے اس کی سے کہا۔"

"تو آئی میرے لیے تو بہت خوشی کی بات ہے کہ نمونہ کو آپ جیسے اچھے لوگ نصیب ہوں۔ مگر ہمارے بچا ہیں۔ انہوں ہیں۔ ان سے مشورہ کرنا بھی ضروری ہے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ابھی دانش کے بھیا بھی امریکہ سے آئے ہیں۔ گے میری ان سے بات ہوتی ہے۔ وہ دانش کی خوشی میں خوش ہیں۔ مگر ان کے آنے کے بعد ہم بھیا قاعدہ طور پر جواب لینے آئیں گے تب تک تم جس سے چاہو مشورہ کرو۔"

"انہوں نے فوراً کہا۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ابھی دانش کے بھیا بھی امریکہ سے آئے ہیں۔ گے میری ان سے بات ہوتی ہے۔ وہ دانش کی خوشی میں خوش ہیں۔ مگر ان کے آنے کے بعد ہم بھیا قاعدہ طور پر جواب لینے آئیں گے تب تک تم جس سے چاہو مشورہ کرو۔"

! اور پھر ایک ہفتے کے بعد جب وہ لوگ مٹھائی کے ٹوکروں کے ساتھ جواب لینے آئے تو انہیں جواب دے دیا گیا۔ وہ لوگ ششدر رہ گئے۔ وہ تو خوشی امان اور چادری سوچتے تھے کہ اس گھر میں آئے تھے اور جواب میں ایسی ہی سوچاتے تھے کہ وہ رہے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹا؟" سبز شاہدہ کو اپنی آواز بہت دور سے آتی مٹھائی پر۔

"میں مجبور ہوں آئی۔ یہ سب بیویوں کا فیصلہ ہے۔ ہمارے ہاں آج تک ذات پر راہی ہے ہر شادیوں میں ہو میں۔ میں نے کوشش کی تھی۔ مگر۔"

عاشق نے جھگڑے کر کے ساتھ کہا۔ انہیں خود بھی انہوں تھا۔ کہ انہیں نمونے کے لیے ایسے ہی سادگی کی ضرورت تھی۔ وہ لوگ بہت دل گرفتہ تھے وہاں آئے تھے۔ نمونہ نے انہیں رعبہ کے گئے الگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"واٹ ناں سنس۔" کچ کے دور میں بھی کوئی ایسی باتیں کرنا ہے۔ اس کا امپال۔ "وہ پھل پر کھانے جا رہا تھا۔ انداز میں بولا۔"

"مائی سن! ہم لوگوں نے انہیں کوشش کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ لوگ ابھی تک ان ہی پر اپنی اور فرسودہ روایات کو سینے سے لگے بیٹھے ہیں۔"

منکرو صاحب نے سگار سلاکتے ہوئے کہا۔ تو وہ جا رہا تھا۔

سے مولیٰ میں باہر نکل گیا۔ نہانے کب تک یونیورسٹی میں رہا گاڑی دوڑا ناہ اسے سگنے دل و دماغ کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھک کر اس نے گاڑی ایک طرف پارک کی۔ ہر طرف ہنسنے مٹھائی کے چرے تھے۔ وہ ٹوکروں میں مٹھائی دو مٹھائیوں کی قطاریں شور مچانے۔

"کیا میں اسے بھول پاؤں گا؟" اس نے آؤں کریم پارلر سے باہر آتے ایک خوبصورت سے کپڑے پر نظر پڑتا ہے۔

"ہاں شاید۔" شاید بھی بھول ہی جاؤں مگر اس نے بھولنے اور بھولنے کے درمیان جو سفر ہے بہت لڑا ہے بہت۔

"اس نے وہاں اپنی گاڑی کو بھوم میں





والے نمونہ کو خوشیاں دے سکتے ہیں۔ اسے چاہے ہیں۔“  
 دانش منہر نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ پھر  
 انہیں خاموش دیکھ کر ایسی سے سر ہاٹا رہا تھا۔  
 \*~\*~\*

ربیعہ! اتر آ کیوں نہیں رہیں تاتے دنوں سے؟  
 "تم نے بھی تو تاتے دنوں کے بعد فوان کیا ہے۔"  
 ربیعہ نے جواباً "شکوہ کیا۔"

”ہاں بس یو نہی۔ تم آ جاؤ نا۔ میں گھر میں بالکل اکیلی ہوں۔“ تمہو نے ہنسی بچے میں کہا۔  
”آج؟“ وہ صوفی میں پڑ گئی۔ ”آج نہیں پھر کسی روز آؤں گی۔“

”یہ پہلی بار میری خاطر۔“ سارا دن تھلائی کے جنگل میں تھا جتنے اپنے ہی خوابوں سے لڑتے اور اپنے بے قرار دل کو سمجھاتے سمجھاتے جیسے وہ تھک کر گئی تھی۔

ابھی نہیں۔ اس وقت تو۔۔۔

نمونے بغیر پچھ کے رہیں اور رکھ دیا۔ اسے اس وقت شدت سے کسی تمسکار، کسی راز داری کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ عاشر بھائی، بھی کھڑے نہیں۔ دونہ شاہ آج رعبہ خور ضبط کھوئی اور کم از کم ایک بار ان

کے سامنے کل کر دیتی۔ یہ خوب خطہ کشی پر وہ لائن میں نکل آتی۔ عجیب کسی بے چینی اس کے پورے وجود کو اپنے گھرے میں کے ہوئے تھمے اس کا پس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ساری دنیا کو توڑ بیٹھو دے اور اپنے

جب سہیلی شام نے حکم سے آگین میں قدم رکھا تو وہ

دھیرے دھیرے پیکی لٹاس پر بھرے اسی طالبی  
چتوں کے پاس رک گئی۔  
"چائیںس اما را بی بی کو کیا ہو گیا ہے" اگل شیر نے  
بڑے فکڑے اسے دیکھ کر سوچا تھا۔ جو بڑے جذب  
سے ایک ایک جگہ سے نکلتا تھا۔

سے ایک ایک پتی کو بڑی احتیاط سے انھار اٹھیلے پر رکھ رہی تھی۔

”کیا ہو رہا ہے گزرا۔“ ”اے عین پاس عاشر بھائی  
کی تو اس کے گدھے پر اُردو ناول پانچ پشت پر کے کھڑے  
ہوئی۔“ ”آپ کہاں گئے تھے؟“ ”اتنی دیر لگا دی۔“  
اس نے گزرا کو پوچھا۔

”ہاں! بس میں ماموں کی طرف گیا تھا۔ تم جلدی سے ایک کپ چائے بنا دو۔“ وہ مجھے اچھے سے تھپکاتا رہا۔

نے ساتھ چلتے چلتے کہا۔ ”رہید کہہ رہی تھی۔“  
مکرمہ کی ان سنی کر کے اپنے کمرے میں آئی۔  
دراز کھول کر اس نے احتیاط سے جتان اس میں  
رکھیں اور پھر بچن میں آئی۔ عام مسمومالی کو بڑے

کے بعد باہر آئے تو وہ ابھی بھی کچن میں ہی تھی۔ پوچھ کر وہ اس کے کمرے میں آگئے اور حورو دیکھنے کے بعد انہوں نے مساند نیمل کی ٹیبل اور زانگولی اور پیر اور بی اور پچھو پری طرح جوک گئے۔ آنگھوں میں

تو میری اور پھر میری سس پھوٹ گئی۔ افسوس  
تیری! جس نے کچھ اور کسری ہو گئی۔ سفید رومل پر کچھ  
سو بھی کچھ مانگ رہاں۔

”ہا۔۔۔ عاشق بھائی!“ انہوں نے بہت تیزی سے  
درازیہند کی گھر لے گئے۔

”جائے بھاری۔“  
”جائے!“ وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے دوڑا۔

ہاتھوں کی انگلیاں چمکانے لگی۔ بغیر اس کی طرف دیکھنے  
ساتھ سے ہو کر باہر نکل گئے۔

کچھ کچھ، انہیں، اچانک، حیرت سے روکنے پر

آجائے تو تھنہ ہی لے لے بے چینی کی نذر ہو جاتے ہیں  
کیا واقعی ایسا ہو گیا؟ بس حیرت ہی آنکھوں میں ٹپک  
جاتی ہے خوشی کا بے پایاں احساس تو حیرت کے بارے

ہو اسے نیچے موسم سرما میں تیز بارش کے بعد ہلکی  
دھوپ نکل آئے۔  
نیچے برف پوش پہاڑوں کے خٹھرے وجود  
اجانک سورج کی کرنیں چھو جائیں جیسے اندھیرے

جنگلوں میں بچے مسافر کو کوئی جتنور راستہ دکھا جائے  
جیسے اماؤس کی راتوں میں کوئی دیا جلا کر دیوار پر رکھ

بالکل ایسے ہی مقدّر اتنی اعلیٰ اور جیکے سے اس کے ہاتھ پر سب کی تعمیر لکھ گئی۔ کہ وہ پہلے جیت سے لگ رہا تھا۔ اور خوشی سے ساری کائنات جموم اٹھی۔

اسے کیا خبر تھی کہ اس رات جب وہاں اور بھی کسی تصویر پر سر نکالے ضبط کے سارے بند توڑ بیٹھی تھی۔

جگہ ہوتے تو شاید یہی فیصلہ کرتے۔ اس کی پورا چو  
 آسوس ہے۔ ٹھیکہ چکا تھا۔  
 ”فکر! فکر!“ اس نے دھڑے سے بے جان تصویر پر  
 اتار پھیر کر ان کے کس کو محسوس کرنا چاہا۔

ہوتی ہے۔ مائیں تو بیٹیوں کا سایا ہوتی ہیں۔ سمندر جیسا دل ہوتا ہے ان کا سیرے سارے آنسو اس سمندر میں رکھ جاتے کہ کوہِ مہجور، غلامِ مرانا

سندھ میں ہو جائے کسی لوہا بھی نہ پلے۔ میں اپنا سارا دکھ آپ سے کہہ دیتی۔ ایک بار میں ایک بار آپ کا گھر میں سر رکھ کر، کچھ بار مجھ سے بھلا بھلا

”مگر“  
”مگر“

”بھائی! اس نے بھی چپکلیں اٹھا کر انہیں  
کھانا دینا شروع کر دیا۔“

اے بانوں میں لے کر خود بھی سسکا فٹھے۔

اس ایک لمحے میں وہ اتنا بڑا فیصلہ کریں گے کہ  
سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

پورے خاندان سے بے عزت  
 جس کو نے رسم و رواج سے بے عزت  
 وہ شخص ہے اکیس دیکھے گئی۔ اور پھر جب احساس  
 ہوا کہ کیا کر بیٹھے ہیں۔ تو وہ اپنی خوشی پس پشت ڈال

کہیں کیا آپ نے ایسا کیا ساری قربانیاں آپ  
 کے لیے کر رہی ہیں۔ اگر میں آپ کی زندگی بھول  
 تو مجھے بھی آپ کا احساس ہے اور آپ نے مجھے سے

اتنا بڑا جھوٹ بولا کہ سب راضی ہیں۔ کیوں کیا آپ نے ایسا۔ جانے ہر آدے آپ نے انڈیا پر کتنی

شکل بتا رہی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی نہیں چاہا کہ یہ سب  
آپ کی زندگی کی سادگی بنے۔ کیا آپ نے اسے کبھی  
بھی نہیں چاہا۔؟"

مجھے علی ہوجے انعام سے ارجا تھی کہ علی داس  
کے گھر والے انکو بھی پہنانے آ رہے ہیں۔ اور اس  
کے پوچھنے پر کہ ماسوں وغیرہ تو بس اتنا کہہ دیا کہ سب  
ٹھیک ہو گئے ہیں۔

کہ غزل اور فریضے میں ہمیں ہی نہیں۔  
مگر آج جب اس نے تھک کر خودی سے فون  
کیا۔ تو ڈھیروں مبارکباد کے بعد ریچہ نے جیکے سے  
پوچھا کہ کیا اسے اجازت ہے کہ اس کا ہاتھ لگا دے؟

وہ سچو روہ تھا جب اسے احساس ہوا کہ عاشر بھائی نے فیملی بالکل اپنے لیے کیا ہے۔ وہ تو کب سے عاشر بھائی کی خنجر تھی۔ محمود ان نظامات میں مصروف تھے کہ انہوں نے منظور صاحب اور ان کی فیملی سے کہا تھا کہ

ان کے ہاں سگنی کے فنکشن بہت سادگی سے ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی دانش کے دونوں بھائیوں کی لمبیلز خاصہ کچھ خاصہ ہیں۔ ان کے ہاں کچھ خاصہ

میں پچھ عاشر کے دوست اور ان کی فیملی کو عاشر نے صرف اس لیے الزام کیا تھا کہ کہیں نرواموں

اور بابا جان کی غیر حاضری کو محسوس نہ کر سہلان ہی میں مکتفی کی تقریب تھی۔ مہمان سارے ہی آگے

تھے اور وہ بھی شاید وائسے طور پر نمو کی طرف نہیں  
گئے تھے۔

جب مول نے اسے اپنا لایا ہوا پنک اور گرین کنٹراست کا لکڑ کھا گرین جوڑی دار پاسبانہ پہنانے

کے بعد خود بدست سامیہ آپ کیا اور اس کے ہزار منع کرنے کے باوجود "بھائی بھی جیڑ ہمارے لیے" کہہ کر اس کی پیشانی پر نازک سا ٹککا لگا دیا۔ اور جب وہ اسے جھکے پستادیں بھی تو منہ بونے مٹی انداز میں اس کا

یہ تھم کر عاشر بھائی کو بلانے کے لیے کہا۔ تو وہ "میں  
وہیچس ہوں" کہہ کر باہر نکلی گئی۔ اور اب وہ ہر طرح  
عاشر بھائی سے الجھ پڑی تھی۔ اس کا یہ عمل ان کے  
لیے بالکل بھی غیر متوقع نہیں تھا۔ ابھی سہرا تے

”اے اللہ! مجھ کو اس کے پاس بھیج دے۔“



یہاں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر گویا اس کے ہر سوال کو نظر انداز کر دیا۔  
 "تو اگر اس کا ایک بھائی یا چھ مہرے سوالوں کا جواب دے۔" وہ بلی کو آواز میں چیخا اٹھی۔  
 "بلی کو تو ہم بھی۔ بعض اوقات ایسے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔"

"یہاں سے اس سے دوسروں کی زندگی تباہ ہو جائے مجھے نہیں چاہیے ایسی خوشی۔" اس نے ماتھے سے ٹپکائی ہوئی ہونٹ پر ہنسی کی۔  
 "تو کھل۔" خبردار جو اس جسم کی فضول حرکت کی ہو۔ کسی کی زندگی تباہ نہیں ہونی۔"

"اور رید۔ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"جو کچھ بھی اور بیا۔ میرے ساتھ ساتھ رید کے فیصلے کا بھی دخل ہے اس میں۔" انہوں نے کہا تو وہ حیرت سے اٹھیں دیکھنے لگی۔

یہاں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر گویا اس کے ہر سوال کو نظر انداز کر دیا۔  
 "تو اگر اس کا ایک بھائی یا چھ مہرے سوالوں کا جواب دے۔" وہ بلی کو آواز میں چیخا اٹھی۔  
 "بلی کو تو ہم بھی۔ بعض اوقات ایسے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔"

"یہاں سے اس سے دوسروں کی زندگی تباہ ہو جائے مجھے نہیں چاہیے ایسی خوشی۔" اس نے ماتھے سے ٹپکائی ہوئی ہونٹ پر ہنسی کی۔  
 "تو کھل۔" خبردار جو اس جسم کی فضول حرکت کی ہو۔ کسی کی زندگی تباہ نہیں ہونی۔"

"اور رید۔ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"جو کچھ بھی اور بیا۔ میرے ساتھ ساتھ رید کے فیصلے کا بھی دخل ہے اس میں۔" انہوں نے کہا تو وہ حیرت سے اٹھیں دیکھنے لگی۔

"بلی رید نے کہا کہ مجھے شیڈ ضرور لینا چاہیے اور یہ کہ وہ ہر صورت میں میرا ساتھ دے گی۔ وہ بہت ہمدرد ہے۔" ان کے بچے میں رید کے لیے محبت احرام چاہت ہے۔  
 "اور آپ کا بیا ہر جاتے کا فیصلہ۔؟"

"رید کا خیال ہے کہ مجھے کچھ عرصے کے لیے منظر سے غائب ہو جانا چاہیے کم از کم اس وقت تک جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک ماموں جان کے دل میں یہیم بھانجے کی دلی ہوئی محبت دوبارہ ابھر نہیں آتی۔"

"اسے اکیلا چھوڑ جائیں گے؟"

"اکیلا؟" انہوں نے حیرت سے اس کی صورت دیکھی۔

"اکیلا تو میں ہوں گا دیار نہیں۔ صرف اس کے لیے ہوئے اتحاد کے ساتھ رید کے پاس تو بہت سے لوگ ہیں۔ ممالی جان ہیں اس کے ساتھ آصف اور فرید ہیں۔ تم اور دانش تو خوش کرنا ماموں جان کو۔"

"بلی رید نے کہا کہ مجھے شیڈ ضرور لینا چاہیے اور یہ کہ وہ ہر صورت میں میرا ساتھ دے گی۔ وہ بہت ہمدرد ہے۔" ان کے بچے میں رید کے لیے محبت احرام چاہت ہے۔  
 "اور آپ کا بیا ہر جاتے کا فیصلہ۔؟"

"رید کا خیال ہے کہ مجھے کچھ عرصے کے لیے منظر سے غائب ہو جانا چاہیے کم از کم اس وقت تک جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک ماموں جان کے دل میں یہیم بھانجے کی دلی ہوئی محبت دوبارہ ابھر نہیں آتی۔"

"اسے اکیلا چھوڑ جائیں گے؟"

"اکیلا؟" انہوں نے حیرت سے اس کی صورت دیکھی۔

"اکیلا تو میں ہوں گا دیار نہیں۔ صرف اس کے لیے ہوئے اتحاد کے ساتھ رید کے پاس تو بہت سے لوگ ہیں۔ ممالی جان ہیں اس کے ساتھ آصف اور فرید ہیں۔ تم اور دانش تو خوش کرنا ماموں جان کو۔"

یہاں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر گویا اس کے ہر سوال کو نظر انداز کر دیا۔  
 "تو اگر اس کا ایک بھائی یا چھ مہرے سوالوں کا جواب دے۔" وہ بلی کو آواز میں چیخا اٹھی۔  
 "بلی کو تو ہم بھی۔ بعض اوقات ایسے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔"

"یہاں سے اس سے دوسروں کی زندگی تباہ ہو جائے مجھے نہیں چاہیے ایسی خوشی۔" اس نے ماتھے سے ٹپکائی ہوئی ہونٹ پر ہنسی کی۔  
 "تو کھل۔" خبردار جو اس جسم کی فضول حرکت کی ہو۔ کسی کی زندگی تباہ نہیں ہونی۔"

"اور رید۔ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"جو کچھ بھی اور بیا۔ میرے ساتھ ساتھ رید کے فیصلے کا بھی دخل ہے اس میں۔" انہوں نے کہا تو وہ حیرت سے اٹھیں دیکھنے لگی۔

"بلی رید نے کہا کہ مجھے شیڈ ضرور لینا چاہیے اور یہ کہ وہ ہر صورت میں میرا ساتھ دے گی۔ وہ بہت ہمدرد ہے۔" ان کے بچے میں رید کے لیے محبت احرام چاہت ہے۔  
 "اور آپ کا بیا ہر جاتے کا فیصلہ۔؟"

"رید کا خیال ہے کہ مجھے کچھ عرصے کے لیے منظر سے غائب ہو جانا چاہیے کم از کم اس وقت تک جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک ماموں جان کے دل میں یہیم بھانجے کی دلی ہوئی محبت دوبارہ ابھر نہیں آتی۔"

"اسے اکیلا چھوڑ جائیں گے؟"

"اکیلا؟" انہوں نے حیرت سے اس کی صورت دیکھی۔

"اکیلا تو میں ہوں گا دیار نہیں۔ صرف اس کے لیے ہوئے اتحاد کے ساتھ رید کے پاس تو بہت سے لوگ ہیں۔ ممالی جان ہیں اس کے ساتھ آصف اور فرید ہیں۔ تم اور دانش تو خوش کرنا ماموں جان کو۔"

یہاں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر گویا اس کے ہر سوال کو نظر انداز کر دیا۔  
 "تو اگر اس کا ایک بھائی یا چھ مہرے سوالوں کا جواب دے۔" وہ بلی کو آواز میں چیخا اٹھی۔  
 "بلی کو تو ہم بھی۔ بعض اوقات ایسے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔"

"یہاں سے اس سے دوسروں کی زندگی تباہ ہو جائے مجھے نہیں چاہیے ایسی خوشی۔" اس نے ماتھے سے ٹپکائی ہوئی ہونٹ پر ہنسی کی۔  
 "تو کھل۔" خبردار جو اس جسم کی فضول حرکت کی ہو۔ کسی کی زندگی تباہ نہیں ہونی۔"

"اور رید۔ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"جو کچھ بھی اور بیا۔ میرے ساتھ ساتھ رید کے فیصلے کا بھی دخل ہے اس میں۔" انہوں نے کہا تو وہ حیرت سے اٹھیں دیکھنے لگی۔

"بلی رید نے کہا کہ مجھے شیڈ ضرور لینا چاہیے اور یہ کہ وہ ہر صورت میں میرا ساتھ دے گی۔ وہ بہت ہمدرد ہے۔" ان کے بچے میں رید کے لیے محبت احرام چاہت ہے۔  
 "اور آپ کا بیا ہر جاتے کا فیصلہ۔؟"

"رید کا خیال ہے کہ مجھے کچھ عرصے کے لیے منظر سے غائب ہو جانا چاہیے کم از کم اس وقت تک جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک ماموں جان کے دل میں یہیم بھانجے کی دلی ہوئی محبت دوبارہ ابھر نہیں آتی۔"

"اسے اکیلا چھوڑ جائیں گے؟"

"اکیلا؟" انہوں نے حیرت سے اس کی صورت دیکھی۔

"اکیلا تو میں ہوں گا دیار نہیں۔ صرف اس کے لیے ہوئے اتحاد کے ساتھ رید کے پاس تو بہت سے لوگ ہیں۔ ممالی جان ہیں اس کے ساتھ آصف اور فرید ہیں۔ تم اور دانش تو خوش کرنا ماموں جان کو۔"



ہے۔ وہ دونوں بھائی بہن کو تلی ہوئے کر چلی گئی۔  
 ”پچھا بیٹے! اب ہمیں بھی اجازت دو۔“ منگور  
 صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔  
 ”انشاء اللہ۔ ہم بہت جلد اپنی بیٹی کو لینے آئیں  
 گے۔“ مسر شاہد نے کہا۔

اس کی شادی بہت سادگی سے ہوئی تھی۔ کہ ہزار  
 منتوں کے باوجود کیا جان اور ماموں نے شادی میں  
 شرکت نہیں کی تھی۔ نمرو کو فریڈ کی شادی یاد آئی۔  
 کتنا مونا آیا تھا۔ کتنا شورا اور ہنگامہ تھا۔ ڈھولک بجا کر  
 ان کے ہاتھ سرخ ہو جاتے۔ ہر روز رات بانی میں  
 ٹھک ملا کر غرارے کے جاتے۔ ان چاروں کا گردب تو  
 صرف کالج ہی میں جمیں پورے خاندان میں مقبول  
 تھا۔ اپنی دوستی اور ہنگامہ پروری کی وجہ سے  
 اور جب اس کا عروسی جوڑا خریدا تھا تو کیسے چاروں  
 نے شری پر ہنسی بھراں اور دیر تک کھل کھلائی تھی۔  
 ”اب تم تینوں میں سے جس کی بھی شادی ہوئی تو  
 شادی اور دلچسپ کا جوڑا آؤر پر ہوا میں گے۔“ فریڈ  
 نے کہا تھا۔

”اور جب ہزار منتوں کے باوجود نمرونے ڈھولک پر  
 اپنا قبضہ قائم رکھا تو ریجہ چیخنے لگی۔  
 ”ٹھیک ہے بی بی! انھاری شادی پر لوں گی سارے  
 بدلے کن کن گئے۔“ ریجہ نے بچوں کی طرح منہ پر  
 ہاتھ پھیر کر کہا تھا۔

اور اس کا کتنا دل چاہا تھا وہ سب ہوتیں۔ ان  
 کی شرارتیں، شوخیاں، ریجہ اور غزل فون پر اسے  
 ہزاروں مشورے دیتیں۔ میک اپ اس طرح کا  
 کروانا۔ اس طرح کا کام ہونا چاہیے۔ شادی کا جوڑا  
 کتنی خوبصورت لیتا سو فیو دو فیو۔  
 البتہ فریڈ نے اپنے سارے ارمان پورے کئے  
 تھے۔ رنگ پر گئے پر اندے چھلانی ڈھولک پر اپنی بات  
 دار تو ان میں سارے بھائی گیت کا کارہ ماموں اور نانا  
 کی پوزیشن بہت اشرافیہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ  
 خاندان کے لوگ جنہیں عاشر کے اس فیصلے پر کچھ  
 خاص اعتراض نہ تھا۔ محض ان کی وجہ سے شرکت

نہیں کر رہے تھے۔ اور یہ بات ان بہن بھائی کو توڑ  
 دینے کے مترادف تھی۔ مگر یہ عاشر بھائی کا حوصلہ ہی  
 تھا کہ وہ سب کچھ نہ گئے۔

وقت رخصت جب وہ عاشر بھائی کے گئے لگ کر  
 تڑپ تڑپ کر رہی تو صرف عاشر بھائی ہی نہیں بہت  
 سے دوسرے لوگ بھی سبک اٹھے تھے کہ دکھ  
 صرف یہ نہیں تھا کہ وہ اس گھر سے رخصت ہو رہی  
 ہے۔ بلکہ بہت سے احساسات تھے جو اندر ہی اندر  
 لٹ رہے تھے۔  
 نمرو کو احساس تھا کہ اس کے سر پر باپ کا ہاتھ

نہیں۔  
 ماں کی دعا میں بھی نہیں جو اس سفر میں زاد راہ  
 ہو تھی۔  
 عاشر ہی تھا جس نے ماں کی طرح دعاؤں سے اس کا  
 دامن بھرا۔ باپ کی طرح سر پر ہاتھ رکھا اور بھائی  
 کی طرح گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا۔ البتہ اس کا  
 دل بہت بہت شاعرانہ ہوا تھا۔ شہر کے سب سے بڑے  
 ہوٹل میں۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے  
 شرکت کی تھی۔

نمرو کو تو یوں لگ رہا تھا جیسے سارے جہان کی  
 خوشیاں اس کی جیبوں میں قن گری ہوں۔ موٹل کی  
 دوستی کا اور پولیائی کھیتیں اور دانش کا اعلان ہے۔ اور  
 وہ جو اپنی تمام تر محبت کے لیے خود دانش سے متعلق ایک  
 بچہ اس کے دل میں تھی۔ وہ ایک دم سے دور  
 ہو گئی۔ ان چند دنوں میں ہی اس نے جان لیا کہ اس کی  
 بار عہد رستانی کے پیچھے ایک محبت کسے لولا لال ہے  
 ایک شخص اور شرارتیں مانسان ہیں۔

”ریجہ سے ملنے چلیں۔“ ریجہ سے فون پر بات  
 کرنے کے بعد وہ بے چین سی ہو گئی۔  
 ”چلے تو چلیں مگر کہیں تمہارے ماموں صاحب  
 ہمیں گھر سے ہی نہ نکال دیں۔“ دانش نے فہم کر  
 کہا۔  
 ”خیر ایسا تو وہ نہیں کریں گے۔ ہاں شاید کچھ بے  
 رخی سے چیں آئیں۔ چلیں رہنے دیتے ہیں۔“  
 وہ اس کے خیال سے کچھ شکر ہوئی۔ دانش نے

ڈرنگ ٹیبل کے آئینے میں جھانکتے اس کے گلابی  
 کھنڈے پر غور کیا۔

”بچی کوئی بات مونا بھی لیا کرتے ہیں۔ چلو  
 چلیں۔“ اس نے پالی اٹھاتے ہوئے کہا۔  
 ماموں گھر نہیں گئے اور نمرو کے لیے یہ خاصی  
 خوشی کی بات تھی۔ مگر دانش نے باپ سے کندھے  
 اچکا کر

”اگر آج وہ ہوتے تو ان سے بھی دو دو ہاتھ کر  
 لیتے۔“ اس نے نمرو کے بچان میں سرگوشی کی وہ اس  
 حور کردہ مٹی مٹائی بہت خوش ہو کر ملی تھی۔  
 ”ریجہ کہاں ہے ماں؟“

”اسنے کمرے میں بیٹھا ہے۔ میں بلاتی ہوں۔“ وہ  
 ایک لمبے کوچہ کی ہو گئی۔ ماں تھیں۔ نہ صرف  
 بیٹی کے دکھ کو سمجھتی تھیں۔ بلکہ ان کی خود بھی خواہش  
 تھی کہ عاشر ان کا دلدادہ بنے۔ مگر سب کچھ ہی الٹ  
 ہو گیا۔

”نہیں۔“ وہ فوراً مہل اٹھی۔  
 ”میں وہیں مل آتی ہوں۔“ وہ تیزی سے اس کے  
 کمرے کی طرف پڑھ گئی۔

پکارا تو نے جو حالات کے اندر چروں سے  
 ملنے کی میری وفا تجھ کو دشمنی بن کر  
 میں جس مقام سے گزرنے لے کے نام تیرا  
 رہے گا ساتھ تیرا چار زندگی بن کر  
 یہ اور بات میری زندگی وفا نہ کرے  
 دہنے سے سارے احساس جرم کا فکا ہونے لگی۔  
 ”ریجہ!“ اس کی گواہی ہم ندریک کرے میں بہت  
 آگے سے ابھری تھی۔ ریجہ نے فوراً آنکھیں  
 کھولیں۔ کیٹ پیرینڈ کرے فوراً اس کی طرف  
 چلی۔

”نمرو تو اس کے انداز میں وہی ہے ساختگی اور  
 والہانہ بن تھا۔“

”کوئی شک۔“ وہ بڑے کیٹ ”انگڑیاں ہٹا کر اس  
 کے لیے جگہ بنانے لگی۔  
 ”اس کے ساتھ کئی ہو۔“  
 ”ان کے ساتھ۔“ نمرونے چو جھکا کر کہا۔

”اوسے ہوئے ان کے ساتھ۔ یہ ان کا کوئی نام بھی  
 ہے یا تم لیں ہیں۔“ ریجہ نے شرارت سے اس کی  
 غصہ ڈی کو جھکا دیا۔

”مجھے نہیں پتا۔“ وہ سرخ ہو گئی۔  
 اچھا یہ تباہ کیسے ہیں تمہارے ساس مسر اور باقی  
 سب لوگ۔ اور خاص طور پر وہ کیسے ہیں دعاوات کیسی  
 ہیں۔ کچھ فرق پڑا یا ابھی تک اپنی لڑکی کا رعب جھاڑ  
 رہے ہیں۔“ وہ اپنے ساتھ مڑو میں تھی۔

(مٹی کمری ہے یہ لڑکی) نمرو میں اسے دیکھ کر وہ  
 مٹی۔  
 ”نمرو۔“ نانا پابندی لگا دی موصوف نے تمہارے

بولے پر۔  
"نہیں! نمونے بے چارے سے اسے دیکھا۔  
"ٹی۔" اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولی۔  
"کچھ مت کہنا۔" (میں نے خود کو بہت مشکل سے سمیٹا ہے۔)

"بس دھنڈاؤ خوش پوچھ رہی ہوں۔"  
"مجھے ہیں۔ سب سے بہت اچھے ہیں۔"  
"اور وہ؟" رید نے مسکرا کر پوچھا۔  
"وہ بھی اچھے ہیں۔"  
"صرف اچھے؟" اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر پوچھی۔

"بہت اچھے ہیں۔" وہ فوراً دے کر بولی۔  
"یہ ہوئی نا پتا ہے۔" رید نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔  
"چلو دالیں بھائی سے مل آئیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے لڑکی ہو گئی۔  
"ہاں پتے ہیں۔" فریڈ کا کوئی فون آیا۔ "وہ پوچھنے لگی۔"

"اے ایش تو بھولی ہی گئی۔" وہ بار بار دھبے بیلے پر بیٹھ گئی۔ "نمونہ دالیں بنانے والی ہیں۔"  
"ہاں! نمونہ چکی۔"  
"جی! اب آپ بھی تیار کی پکڑیں۔"  
"دفع ہو بد چیز۔" وہ اسے دھکا دے کر باہر نکل گئی۔

وہ لوگ تقریباً دیکھتے رہے۔ ممالی جان لے دالوں کی خاطر دربارت میں کوئی کرشمہ نہ پھوٹی۔ رید نے سارا وقت دالوں کو نشان بنائے رکھا۔  
وہ سارے مذاق ہوا سے شادی کے وقت کرتا تھے۔  
اب کر رہی تھی۔ بہت مزے میں وقت گزارا۔

"رید! اکل ہم جا رہے ہیں۔ سی آف کرنے آؤ گی۔" نمونے جاتے ہوئے کہا تو رید ممالی جان کی طرف دیکھنے لگی۔  
"ہاں ہاں چلی جانا۔" انہوں نے فوراً کہا تو وہ لوگ مل کر باہر نکل آئے۔  
"کیا سوچ رہی ہو؟" دالوں نے اسے کسی مری

سوچ میں ڈوب دیا کہ کچھ کر پوچھا۔  
"یہ انسان بھی ہوتے ہیں۔" وہ جیسے الجھ کر بولی۔  
"کیسے؟"

"انہوں نے ہمارے حصے کے کاٹنے بھی جن کر اپنی صاف و شفاف راہوں میں بچھا لیے۔ بھلا کون کرنا ہے اس طرح۔ کسی کی خاطر اپنی خطی کون کھوتا ہے۔ کیسے ٹھیک لوگ ہیں۔"

وہ جی پی رہا۔ کیا کہتا کہ ان کی اس عظمت کا قائل تو وہ بھی تھا۔  
"دالوں! ہاں ہاں جانیں گے ہاں! اب ٹھیک ہو جائے گا۔" کسی خندے میں مگر اس نے کھیرا کر پوچھا۔ وہ چپسی رہا۔  
"آکر ہاں ملنے آئے تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

اسلام آباد تک وہ لوگ اور جا رہا تھا۔ یہی جا رہے تھے۔ وہاں سے ان دونوں کو شمالی علاقہ جات کی طرف نکل آنا تھا۔ تقریباً پندرہ دن کا فوجی قہار دالوں کو پھنسی ہی آتی تھی۔ جبکہ عاشر بھائی کو بے پروا نہ ہو نا تھا۔ رید اس میں سی آف کرنے کی روٹ آئی تھی۔ وہ چاروں بالکل خاموش تھے۔ دالوں اور نمونہ احساس جرم کا شکار تھے۔

اور وہ دونوں ان کے احساسات تو شاید کوئی سمجھ ہی نہ پائے۔ نہ پاؤں کے زمین چھنی نہ سر آسمان۔  
بیس چاروں طرف سوہم بدھ پوچھا ہوا غلا۔ بھانے وہ کس زمین کے سارے یہ خرم خرم کر بیٹھے تھے۔ جس پر نہ انہیں کوئی انوسس تھا اور نہ کوئی دکھ۔

"تم لوگ واپس آکر رید کا بہت خیال رکھنا۔" عاشر بھائی نے ایک نظر بہت دور خوشی کے عقب میں ڈوہے سوچ کر دیکھ کر کہا۔ "یہ میرا زمین بھی ہے اور اعتبار بھی اور اسی کے سارے میں جا رہا ہوں۔" چاروں طرف بہت شور تھا مگر لکھا تھا ان کے سوا یہی کوئی نہیں۔

"تم گھر مت کرو عاشر! رید میرے لیے مومل جیسی ہے۔" دالوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔  
"رید۔" وہ چند قدم آگے بڑھ کر زمین اس کے سامنے آگڑا ہوئے۔ رید نے پلکیں اٹھا کر اس پر دیکھا۔

"میرا انتظار کرو گی؟" ان کی آنکھیں آخری بار اس سے زمین جاتی تھیں۔  
"تم واپس آؤ گے؟" اس کی آنکھیں پوچھ رہی تھیں۔  
"جی! میں نے کھل جانا ہے۔" وہ بند ہونٹوں سے کہنے لگی۔

وقت کے سندھ میں زندگی کی یاد کو دیکھ کر اور دیکھ کر کہتا ہے۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔

وہاں سے واپس آتا ہے۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔

وہاں سے واپس آتا ہے۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔

وہاں سے واپس آتا ہے۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔

اس جزیرے کی طرف جس رزم گھر سے ہو کے تم کو جاگ جزیرہ اور آخری جزیرہ وہ وقت کے سندھ میں تھا جانا تھا۔

"میرا جانا تھا! اس کی نگاہ میں بریف کیس پکڑے باقیوں تک اٹھ کر اس کے بعد سب کی حد ختم ہو جاتی تھی۔  
"وہ کسی سے برا ہونا تھا مشکل بھی نہیں ہوتا۔" رید نے فوراً ٹھیک کی شکل میں غائب ہوتے چلی۔ کئی۔ اس کے طیارے پر آخری نگاہ ڈالی۔

"میں لگا ہے جیسے اب ہماری ہی میں باقیوں کے مگر تم انتظار رہتے ہیں۔ بس آگے کی دلیز پر اسو آخیر ہے۔  
اور میں اور کئی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر لکھ رہا تھا۔ اور تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔"

بعض ٹھیک کر نامت آسمان ہوتے ہیں ہر جہان نامت مشکل مگر ضروری تو نہیں جو خوشی بھی آئے اسے ہم دامن میں سمیٹیں۔ اس نقشا کسی کے در میں کوئی تو ایسا ہو جو سڑکوں کے لیے سوچ سکے اور پھر محض ایک خوشی کی یاد سے کوئی دینے سے ہمارا دل خالی تو نہیں ہو جانا بلکہ پتھر اور پھر جاتا ہے سکون سے۔

"وہ سڑک کی ادنیٰ گئی دھواؤں سے اور شاید ایسی ہی کوئی دعا ہمارے حق میں قبول ہو تو کاتب اللہ پر ہمارے لیے ایسی خوشی لکھ دے جو ہم جانتے ہیں۔" رید نے آخری بار گاڑی اشارت کر۔ "وہ بڑے سوچا اور پھر اس کی گاڑی بچم میں شامل ہو گئی۔"

وہاں سے واپس آتا ہے۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔  
"میں کو لوٹ آتا ہے۔" تم سے کیا نہیں جانیں۔